شرح قیمت اخبار معہ محصول ڈاک

سالانہ ششماہی

عام خریداران ممالک بیرون سے ---- دس شلنگ چھ شلنگ

عام سے ---------- چھ روپے تین روپے

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق چار روپے اڑھائی روپے

بغیر چندہ سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا۔

نمونے کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفید

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبریں مفت درج کیجائینگی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہئے روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری کے ذریعہ بھیجنا چاہئے۔ ورنہ مطبع ذمہ وار نہ ہوگا۔

وکیل

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

THE VAKIL AMRITSAR

امرتسر ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۲۰ اگست ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ

جلد ۶ | نمبر ۲۱

وکیل

امرتسر مطبوعہ ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۲۰ اگست ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ نمبر ۲۱ جلد ۶

شمالی افریقہ و اتحاد اسلام

چند مہینوں سے کوئی ہفتہ ایسا نہیں گذرتا جس میں یوروپ کے کسی نہ کسی ملک کے اخبارات میں شیخ سنوسی وغیرہ کی کوششوں کا جو وہ شمالی افریقہ کے باقیماندہ علاقوں کو یوروپین دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے کر رہے ہیں ذکر نہ ہو۔ اور اس تذکرہ میں یوروپ کو آئندہ الی خطرات سے متنبہ کر کے حفظ ماتقدم کا مشورہ نہ دیئے جاتے ہوں ان مضامین سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان مشائخ کی یہ کوشش اپنے ہی ملک میں بار ور ہونیکا قوی احتمال نہیں رکھتیں۔ بلکہ یوروپین مقبوضات کے لئے بھی سخت خطرہ سے خالی نہیں۔ لیکن جب واقعات پر غور کیا جاتا ہے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ حفظ ماتقدم کے بہانہ سے فی الحقیقت ان احتمالی یا فرضی خطروں کو محض مزید پیشقدمی و فتوحات کی حجت بنایا جاتا ہے کسی وقت میں درویش حکومت کی نسبت ایسے ہی اندیشے ظاہر کئے جاتے تھے۔ لیکن یوروپین عقل و ہنر۔ استقلال و دانشمندی اور آتشبار اسلحہ نے ۵۰ برس کے اندر اس طاقت کو جسے نہایت مہیب اور خوفناک بنایا جاتا تھا ایسا مٹیا میٹ کر دیا کہ گویا اسکا کبھی کچھ وجود ہی نہ تھا اور اب تمام مشرقی افریقہ میں یوروپین تہذیب و تمدن کی اشاعت اور عالمگیر فتوحات کی توسیع میں کوئی قوت حائل نہیں رہ گئی۔ اسیطرح مغربی افریقہ میں کچھ دنوں نامور مگر بدنصیب ساموری کا خوب غلغلہ رہا۔ اور فرانس والے اسکے کل دنیا کے سامنے ایک کمال خطرناک دشمن کی صورت میں ظاہر کرتے رہے۔ لیکن آخر معلوم ہوا کہ یہ بھی ایک چال تھی۔ ساموری بیچارہ بھی عبداللہ تعالیشی کی طرح اپنی ریاست کو بھی سنبھالنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ طاقتور ہمسایوں کے املاک پر حملہ آور ہونا یا انکو فتح کرنا تو کس جانور کا نام ہے۔ اسکی یہ چال کارگر ہو گئی۔ دوسری طاقتوں نے اس اندیشہ کو واقعی سمجھکر فرانس کو اپنی کارروائیوں سے روکنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ چنانچہ کارروائیوں کی نسبت اگرچہ بظاہر یہ بتایا جاتا رہا کہ وہ بغرض مدافعت و حفظ ماتقدم کیجارہی ہیں لیکن دراصل فتح کی نیت اور جوع البقر ارضی کے اقتضا سے عمل میں لائی جارہی تھیں۔ ساموری غریب کی کیا حقیقت تھی۔ چند برسوں میں ہی فنا اور اسکی ریاست ایام گذشتہ کی کہانی ہو گئی۔ اس سے فارغ ہو کر وسط سوڈان کیطرف توجہ ہوئی۔ انگلستان اور فرانس نے یہ لاکھوں میل مربع رقبہ کا آزاد ملک کاغذوں پر باہم تقسیم کر لیا۔ اور اسے بھی نہ پر فرمان بنانیکے لئے مہدی اور ساموری کیطرح وہاں کے چند امرار کو حسب معمول حفظ ماتقدم و حفاظت مقبوضات کے بہانہ سے ہوی کی شکل میں دعوے کرنا شروع کر دیا گیا انگلستان نے مشرقی افریقہ میں اپنے موجودہ کمال وسیع و زرخیز علاقوں کو کافی سمجھ لینے کی وجہ سے یا جنگ ٹرانسوال کے باعث وسط سوڈان کی طرف سے سردست مزید پیشقدمی کو مناسب نہیں سمجھا گو یہ یقین کے ساتھ حکم نہیں لگایا جاسکتا ہے کہ اس نواح میں اسکی خاموشی آیا مدامی ثابت ہوگی یا عارضی۔ لیکن اسکا حریف فرانس اپنے کام میں بدستور سابق بڑی مستعدی سے مصروف رہا۔ ساموری کے بعد رباح کو ایک ویسا ہی خطرناک دشمن ظاہر کر کے اسکی معدومیت و بربادی کا بیڑا اٹھایا گیا۔ اور درانحالیکہ مصر و ٹرکی کے کوتاہ اندیش مسلمان وسط سوڈان کی اسلامی طاقتوں کے باہم متحد اور سلطان کی خلافت و حکومت کے تابع ہو جانیکی سچی یا جھوٹی خبر پر احمقانہ مسرت ظاہر کر رہے تھے۔ فرانس اپنے ارادہ کی تکمیل میں لگا ہوا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رباح کے مسلمان ہمسائے تو صرف اس خوشی میں مگن رہے۔ رباح کو مدد پہنچانے یا طاقتور بنانیکی ذرہ بھر کوشش نہ کیگئی۔ اور ادھر فرانس نے اسکا کام تمام کر دیا۔ دسمبر گذشتہ میں اسپر فاش شکست دی اور اب اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک یہ خبر لائی ہے کہ فرنچ فوج کے مقابلہ میں یہ نامور بہی جو عرب نپولین اور کیا کیا کچھ پکارا جاتا تھا اور ہمارے مصری دوست اہالی یوروپ کے ان عطا کردہ القاب فریب خطابوں سے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ ہلاک ہو گیا ہے اور اسکا بیٹا زخمی ہو کر بحال تباہ کہیں بھاگ گیا ہے۔ اس معرکہ کی خبر مرزوق وسط سوڈان کے ایک شیخ نے طرابلس الغرب بھیجی ہے۔ یہ معرکہ بمقام قاسلی جو دریا شاری پر واقع ہوا۔ اور اسکا بیان ہے کہ اہالی فرانس نے اب یاست بن نوح کی گدی پر عمر بن ابراہیم بن عمر کو بٹھایا ہے۔

رباح کے بعد اب شاہ وادائی اور اُسکے پیر و مرشد شیخ سنوسی کی باری ہی۔ اور چند مہینوں سی اسکی نسبت کبھی یہ ظاہر کیا جاتا ہی کہ وہ الجزائر وغیرہ پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتا ہی۔ اور کبھی یہ کہ مصر پر۔ اور کہ سلطان المعظم اور اسمیں کامل اتحاد ہی۔ رباح اور عبداللہ کو بھی سلطان کے ساتھ ایسا ہی خلوص رکھنے والا بتایا جاتا تھا۔ مگر سلطنت عثمانیہ نے انکو بچانیکے لئے کبھی ایک انگلی تک کھڑی نہ کی۔ یہی انجام یقیناً سنوسی کا ہوگا۔ ہاں اگر چین کے مخمصہ نے فرانس کی توجہ کو افریقہ کی طرف سی ہٹا دیا۔ اور پھر اس مخمصہ کی طفیل دول یوروپ کی آپس میں چھڑ گئی تو اسطرح سنوسی بچ بھی گیا تو بچ بھی ورنہ کوئی اور صورت اُسکی سلامتی کی دکھائی نہیں دیتی۔ اُسکی طاقت اور ارادوں کے متعلق جو لمبی چوڑی توطیہ تمہیدیں باندھی جاتی ہیں۔ وہ سب ٹھنڈے دل سی نہ کہ گھبرا کر اور مشوش ہو کر اُسی غرض و نیت سی لکھی جا رہی ہیں۔ جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہی۔ اس قسم کے چند مضامین کا خلاصہ پہلے وکیل میں شائع ہو چکا ہی۔ اب ایک اور اس قسم کا مضمون جسے تمام انگریزی اخبارات نے حیرت انگیز اہمیت و وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہی انگریزی اخبار گلوب میں شائع ہوا ہی۔ اور اُس سی نقل در نقل ہو کر باقی پرچوں میں گشت کر رہا ہی۔ لیکن نویسندہ کے مبلغ علم اور باخبری کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہی کہ وہ اب رباح کی وفات و شکست کے بعد اسکے اطاعت عثمانیہ قبول کر لینے کے واقعہ کو جو ۱۸۹۹ء کے وسط میں گذرا تھا۔ موہومہ خطرہ کے اہم اسباب میں شمار کر رہا ہی۔ تاہم اسکی تحریر دلچسپی و تفریح سی خالی نہیں ہوگی۔ اس کا لب لباب ذیل میں درج کیا جاتا ہی:۔

افریقہ میں مسلمانوں کی ہلچل کے آثار دن بدن زیادہ نمایاں و مضبوط ہوتے جا رہے ہیں اور پبلک کو ادھر توجہ ہو گئی ہی۔ امیر رباح کے اطاعت عثمانیہ کو قبول کر لینے کی خبر دسمبر گذشتہ میں شائع ہوئی تھی۔ ترکی اخبار فنون ادب نے اب حال میں اسکی پختہ تصدیق کر دی ہی۔ رباح سی پہلے سلطان وادای کی اطاعت پذیری کی افواہ مشہور ہوئی تھی۔ اُسکی صداقت و درستی بھی اب پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہی۔ اس سی وسط سودان میں ترکی اقتدار اور اتحاد اسلام کی تحریک کی تجدید کا بآسانی پتہ مل سکتا ہی۔ شمالی اور مغربی حصوں میں معاملات کی صورت بہت ہی خطرناک ہوتی چلی جا رہی ہی۔ زیادہ تر سنوسیوں کی وساطت سی مسلمانوں میں ایک ایسی تحریک جو اگرچہ صوفیانہ ہی مگر ساتھ ہی نہایت مستعد و سرگرم ہی۔ زور شور سے پھیلائی جا رہی ہی۔ اس امر سے ٹیونس اور الجیریا کی نسبت فرانس والوں کو سخت تشویش ہو رہی ہی۔ شیخ سنوسی جو اب کل نے افریقہ کا مہدی قبول کر لیا ہی نخلستان کفرہ سے بھی (جہاں وہ جنوب سی جا کر اقامت گزیں ہوا تھا) روانہ ہو گیا ہی اور کسیکو معلوم نہیں کہ کسطرف اُسنے رخ کیا ہی۔ گو ہم اٹکل پچو اُسکے موجودہ قیام گاہ کو قریب قریب صحت کے ساتھ قیاس کر سکتے ہیں۔ اور اسقدر تو یقینی امر ہے کہ شیخ کے قاصد اور قسطنطنیہ کے علما جمیل چاڈ سے لیکر بحیرہ روم تک کل ملک میں چار و نطرف چکر لگا رہے ہیں اور اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ کسی نہ کسی قسم کی متحدہ و متفقہ کارروائی کی تیاریاں بڑے زور شور سے ہو رہی ہیں طوفان کا مواد جمع ہو رہا ہی۔ مگر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ یہ مواد کب اور کہاں پھوٹیگا۔ موجودہ خطرناک صورت چار اہم اسباب کا نتیجہ ہی۔ اول معاہدہ انگلستان و فرانس دربارہ سودان مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۹۹ء۔ ۲۔ مہدویت کی بربادی و خلیفہ تعالیشی کی وفات سے۔ ۳۔ اہالی فرانس کی پیشقدمیاں بجانب جمیل چاڈ۔ ۴۔ عین صالح اور متصلہ نخلستانوں پر فرانس والوں کا قابض ہو جانا۔ ان واقعات نے افریقہ میں اتحاد اسلام کی تحریک کو تازہ کرنے میں جو کچھ کام دیا ہی اُسپر بحث کرنے سے پیشتر اس معاملہ کے ایک اور اہم پہلو پر غور کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہی۔ اول یہ ہے کہ آیا سلطان ٹرکی شیخ سنوسی کے ساتھ متفق ہی یا اُسکے مخالف۔ دوم یہ کہ آیا یورپ کو عنقریب ایک ایسی تحریک سی سابقہ پڑیگا۔ جو آپس کی نفاق سے کمزور ہو گئی ہوگی۔ یا ایک مشترک مقصد و مدعا رکھنے کی وجہ سے خوب طاقتور ہوگی۔ اکثر اہل الرائے نے جنکی رائے ہر لحاظ سے قابل وقعت ہے پہلے یعنی نفاق کی موجودگی کے قیاس کو ترجیح دی ہی۔ اور یہ دلیل پیش کی ہی۔ کہ عبدالحمید کو اندیشہ ہی کہ کہیں سنوسی اُسکے اقتدار کو متزلزل نکر دے۔ اور یہی وجہ ہی کہ وہ اسوقت افریقہ میں کمال پولٹیکل سرگرمی دکھا رہا ہی۔ اور اسکا مدعا صرف یہی ہی کہ کہیں اس طاقتور فرقہ کا اقتدار سلطانی اقتدار کو ماند نہ کر دے۔ مگر میرے خیال میں یہ قیاس بالکل غلط اور جلدی میں قائم کیا گیا ہی۔ اول ان لوگوں نے اس امر واقع کو نظر انداز کر دیا ہی۔ کہ فرقہ سنوسیہ کو جو ۱۸۴۳ء میں قائم ہوا۔ اصلی قوت و طاقت صرف اُسی وقت سے حاصل ہونی شروع ہوئی۔ جبکہ ۱۸۶۲ء میں سلطان عبدالمجید نے اسکی نسبت کھلم کھلا پسندیدگی و خوشنودی کا اظہار کر کے ادعیہ ماثورہ و اوراد کے ایک ہزار نسخے خاص اہتمام سے چھپوا کر بانی فرقہ کو بھیجے۔ ان نسخوں پر یہ عبارت ثبت تھی۔ "تجلیات شیخ ادریس جنکو حسب الحکم سلطان مختار الغازی سیدی محمد السنوسی کی پاس۔ ہمارے دینی بھائیوں میں تقسیم کئے جانیکے لئے بھیجتا ہی اور اُن سے دعاء نصرت و فتح کی امید رکھتا ہی"

بانی فرقہ سید محمد بن علی السنوسی المہاجری ۱۸۵۹ء میں فوت ہو چکا تھا۔ یہ کتابیں اُسکے فرزند موجودہ شیخ سید محمد المہدی السنوسی کو ملیں۔ جسپر سلطان عبدالمجید کی ہمیشہ نظر عنایت مبذول رہی۔ پس ان لوگوں کے پاس کیا ثبوت اس امر کا ہی کہ سلطان عبدالحمید نے اپنے متقدمین کی پالیسی کو چھوڑ کر اُسکے عین برعکس پالیسی اختیار کر لی ہی۔ ان لوگوں کے قیاس کی غلطی اس سی بھی ظاہر ہو رہی ہی کہ افریقہ میں ٹرکی کے پولٹیکل اور مادی اغراض و مفاد شیخ سنوسی کی پولٹیکل اور مذہبی مقاصد اور امنگوں سی بالکل مشابہ ہیں آپس میں انکی خفیف سی بھی ضد نہیں۔ مندرجہ بالا چہار اسباب میں سے نمبر ایک و نمبر تین ٹرکی کے اغراض کے منافی ہیں اور نمبر دو و چہار سنوسی کی خاصکر مذہبی امنگوں کے حق میں مضر ہیں اور نمبر ۱ و ۳ بھی ان امنگوں کے حق میں کچھ کم نقصان رساں نہیں۔ ۱۸۹۹ء کے معاہدہ فرانس و انگلستان کے رو سے فرانس کو صوبہ فیضان کی حد تک طرابلس الغرب کے تمام عقبی علاقہ پر قبضہ کر لینے سے سودان کو جو قافلی بحیرہ روم کے ساحل سی جاتے ہیں اور اونہی پر تقریباً طرابلس کی تمام تجارت مبنی ہی انکا راستہ طرابلس الغرب سے ہٹا دینے اور صحراء اعظم کے راستہ طرابلس کے بنادر اور سودان میں جو تجارت غلامان سلاطین کی ممانعت کنندہ فراہیں مورخہ ۱۸۵۷ء و ۱۸۸۹ء کے باوجود سلطان کے علم اور ترکی عمال کی رضامندی سی ہو رہی ہے اُسکا قرار واقعی انسداد اور قطعی بندش کرنیکا اختیار دیا گیا۔ اس نواح میں غلاموں کی تجارت کے برابر جاری ہونیکا علم اکثر یورپین گورنمنٹوں اور مخالف بردہ فروشی انجمنوں کو ہی۔ فرانسیسیوں کا شمال۔ جنوب اور مغرب کیطرف سے جمیل چاڈ اور وادای کیطرف پیشقدمی کرنا اور اُن اختیارات کو جو انہیں ۱۸۹۹ء کے معاہدہ سی حاصل ہوئے ہیں (حالانکہ وہ صرف انگلستان اور فرانس میں ہوا۔ اور ٹرکی جو علاقہ کی قابض اور قدیم شہنشاہ سلطنت ہی۔ اور نیز کوئی اور سلطنت اسمیں بطور فریق شامل نہ ہوئی) وادای پر قبضہ کر لینے سی استعمال میں لانیکے عزم کو بالاستحکام و علانیہ ظاہر کر دینا طرابلسی تجارت کے سرچشمہ کی قطعی مسدودی کے مرادف ہی طرابلس سے زیادہ تر ہاتھی دانت۔ کھالیں اور شتر مرغ کے پر بھی ممالک غیر کو جاتے ہیں اور یہ اشیاء قافلے سودان ہی سی طرابلسی بنادر کو لاتے ہیں۔ ٹرکی کو تو اس معاہدہ سے یہ صریح اہم نقصان پہنچنے کا احتمال ہی۔ رہا سنوسی۔ اسکے اقتدار میں بھی جمیل چاڈ اور وادای کی طرف فرنچ پیشقدمی اور عین صالح پر فرنچ قبضہ ہو جانے سی جو نخلستان توات پر بھی فرنچ قبضہ ہو جانیکا پیش خیمہ ہی سخت خلل پڑ جائیگا۔ وادای ۱۸۷۶ء سے سنوسی فرقہ کا وسط سودان میں مرکز طاقت و قوت چلا آتا ہی۔ فرانس کا اُسپر فوجکشی کا قصد کرنا سنوسی اقتدار پر براہ راست حملہ ہی۔ اور اُسپر اپنے رفقاء اور مریدوں کی حفاظت کرنا لازمی امر ہی پس ۱۸۹۹ء کے معاہدہ سے فائدہ اٹھانیکی جو کوششیں فرانس کر رہا ہی۔ انکے متعلق سنوسی اور سلطان عبدالحمید کے اغراض میں کامل یکجہتی اور یگانگت موجود ہی عام مثل ہی کہ کھیر کی عمدگی کی جانچ اُسکے کھانے سی ہی ہو سکتی ہی۔ اسیطرح اس اتحاد کا پتہ واقعات سی مل سکتا ہی۔ سلطان ٹرکی وادای پر ترکی علم نصب کرنیکے لئے ایک دستہ فوج روانہ کرتے ہیں۔ رباح فاتح برنوح سے نامہ و پیام شروع کیا جاتا ہی۔ ہم کو بالیقین معلوم ہی کہ رباح کے پاس سلطانی قاصد اُنکے دستی خطوط لیکر پہنچ چکے ہیں۔ اور کہ وہ دریا شاری پر فرانسیسیوں سی مشغول پیکار ہی۔ دوسری طرف شیخ السنوسی اپنے مریدوں کو قریب تر مقام میں موجود رکھ کر اپنے مذہبی اقتدار سے حوصلہ دلانیکی غرض سے بسرعت تمام جنوب کو روانہ ہو جاتا ہی۔

ایسی صورت میں یہ کہنا کہ سلطان اور سنوسی میں مخالفت ہی۔ کئی اہم اور بدیہی واقعات کو نظر انداز کرنا ہے اور جب واقعات کا منطق ہمیں یہ تسلیم کرنے پر مجبور کر رہا ہے کہ وسط سودان میں ترکی سنوسی اتحاد موجود ہے۔ تو یہ قیاس کرنا کہ شمالی افریقہ میں ترکوں اور سنوسیوں میں مخالفت ہی۔ از حد مشکل امر ہی (اس قیاس کا بطلان ناظرین وکیل کو مکہ معظمہ کی اُس چٹھی سے بھی جو دو ہفتہ ہوئے شائع ہوئی تھی بخوبی واضح ہو چکا ہی۔ وکیل) نخلستان توات مدت مدید سے سنوسی فرقہ کی اشاعت کے لئے زرخیز میدان کا

کام دے رہے ہیں۔ وہ قبیلہ ہوگار تارغون کی آبادی کا مرکز ہیں جو سب سے بڑھکر متعصب اور جوشیلے مرید سنوسی کے ہیں نخلستان تو آت پر قابض ہونیکی کوشش بالصراحت ہوگار تارغوں کو مطیع بنانیکی کوشش کے مترادف ہوگی جو ۲۵ برس سے فرانس کو بہت تکلیف پہنچا رہے اور اُسکی پیشقدمی از الجزائر بجانب مغرب و جنوب کی مزاحمت کر رہے ہیں پس اس معاملہ میں بھی سنوسی پر اپنے معتقدین ہوگار تاغون کی مدد کے لئے فرانسیسیوں کے برخلاف مسلمانوں کو ابھارنے کی کوشش لازمی ہو رہی ہے۔ ادھر چونکہ سلطان مراکو بھی تو آت پر حق رکھنے کا مدعی اور اس بارہ میں فرانس کا مخالف ہے۔ اس طرح سے سلطان مراکو اور سنوسی کے بھی اغراض متحد ہیں اور دربار مراکو کو طبعی طور پر سنوسی سے دلی تعلق اور ہمدردی ہے۔ سلطان روم بہ حیثیت خلیفۃ المسلمین پہلے ہی یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی عیسائی طاقت افریقہ کی واحد باقیماندہ آزاد اسلامی ریاست کو کمزور کرے۔ سنوسی والی وادای اور مراکو میں اتحاد ہونے سے سلطان المعظم کی ہمدردی مراکو سے اور بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

الغرض جس پہلو سے اس مسئلہ کو دیکھا جائے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ افریقہ میں مسلمانوں کی تمام طاقتوں کے اغراض میں پولیٹکل۔ اخلاقی۔ مذہبی ہر لحاظ سے کامل یگانگت موجود ہے اور یہی یگانگت یورپین اقتدار کے لئے خطرہ عظیم ہے۔ سنوسی کے معتقدین کی تعداد کئی ملین ہے۔ کل افریقہ میں مذہبی پہلو سے صرف مہدی یا خلیفہ اسکا واحد رقیب تھا۔ خلیفہ کے مرجانے سے اُسکے اقتدار کی کامل تکمیل ہو گئی ہے اور اب اسلامی افریقہ کا وہی اکیلا واحد مذہبی پیشوا ہے۔ اُسکا کوئی اور رقیب نہیں۔ اور یہ وہ خطرہ ہے۔ جو زیادہ تر فرانس کی مستعمرات اور اغتصاب کی طفیل اب اس تاریک براعظم (افریقہ) میں کل یوروپ کی اغراض کے لئے نمودار ہو گیا ہے۔ اور جس نے صورت حال کو فی الواقع نہایت خوفناک بنا دیا ہے۔

ہندوستان کے اخبار نویسوں کے مایہ ناز مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور کی آج ایک اور چٹھی معاونین وکیل مراسلات کے کالم میں دیکھینگے۔ اور یقین ہے کہ وہ اُسکو جناب ممدوح کی پہلی چٹھی کی طرح نہایت دلچسپی سے ہی مطالعہ نہیں فرمائینگے۔ بلکہ جس غرض سے مولوی صاحب موصوف نے ہزاروں روپیہ کا خرچ برداشت کر کے یہ سفر اختیار کیا ہے۔ اور جس مدعا کے لئے وہ یہ تحریریں اپنے اخبار اور نیز اپنے چند دیگر انگریزی اُردو معاصرین میں شائع کر رہے ہیں۔ انکو مدنظر رکھکر حتی الوسع اُنکے حصول میں سعی کرنے سے دریغ نہیں کرینگے۔ مولوی صاحب کے جرائد مکتوبات کا لفظ لفظ یورپین اقوام کی ترقی کے راز نہاں کو آشکارا اور اپنے ملک کی پستی و ذلت پر نوحہ و فریاد کر رہا ہے۔ اور اب یہ غیور اخبار ملک کا فرض ہے کہ اگر وہ خود پستی سے نکلنا اور اپنے ملکی بھائیوں کو افلاس و مصیبت کی عالمگیر تباہی سے بچانا چاہتے ہیں۔ تو اس ظاہر شدہ راز سے فائدہ اُٹھانیکی پوری پوری کوشش کریں۔ وکیل ابتدائے اشاعت سے فرزندان ملک کی خدمت میں التجا کرتا رہا ہے کہ اگر ملک آسودگی و ترقی اور عزت کا خواہاں ہے تو صنعت و حرفت اور سائنس کی عملی تعلیم کا انتظام کرے۔ اس عرصہ میں خدا کا شکر ہے کہ ملک میں اس مسئلہ کی طرف کچھ نہ کچھ توجہ ہو گئی ہے۔ بمبئی وغیرہ کی طرف اس قسم کے چند عالیشان مدارس قائم ہو گئے ہیں۔ اور اب کئی محب ملک ارباب تمول تمام ملکی خیراتوں پر اس تعلیم کی تائید کرنیکو ترجیح دینے لگ گئے ہیں۔ مسٹر ٹاٹا نے ۳۲ لاکھ روپیہ اس غرض سے عطا کیا۔ پچھلے دنوں بنگال کے ایک ممتاز ہندو وکیل نے مرتے وقت ایک لاکھ روپیہ وصیت کیا۔ اور اب بمبئی کے ایک نوجوان ہندو رئیس نے اپنے باپ کی یادگار میں اسی غرض کیواسطے بمبئی گورنمنٹ کو ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔ اور ان سب سے بڑھکر یہ امر طمانیت بخش ہے کہ اگر ایک طرف ملک کے سچے خادم اب محض اس غرض کے لئے مہذب ممالک کا سفر کرنے لگ گئے ہیں کہ وہاں کی ترقیات کی حقیقی باعث کے جزو کل سے واقفیت پیدا کر کے اُس سے اہل ملک کو آگاہ کریں تو دوسری طرف ذاتی روپیہ یا محسنین قوم کی مدد سے ہمارے کئی نوجوان (قابل) اس کمال وسیع تعلیمی میدان کی مختلف شاخوں میں کمال حاصل کرنیکے لئے ممالک جاپان و جرمنی۔ انگلستان و امریکہ وغیرہ کو جا رہے ہیں +

لیکن بایں ہمہ ہندوستان ایسا وسیع ملک اور خاصکر حالات موجودالوقت جیسی کوشش و مستعدی کے مقتضی ہیں۔ اُسکا تمام و نشان نہیں پایا جاتا۔ مسلمانوں کا تو نام ہی نہ لو۔ اُنہوں نے جب سے گرے ہیں کبھی کوئی کام بروقت کیا ہے کہ اب اس صنعتی تعلیم کو بروقت شروع کرینگے۔ وہ تو ابھی سکولی اور کتابی تعلیم کی کمی کو پورا کرنیکے درپے ہیں اور چونکہ لکیر کے فقیر اور قدیم سے پابند وضع چلے آتے ہیں۔ یہ سوچنے کی کبھی تکلیف گوارا نہیں کرینگے کہ صنعتی تعلیم کے دوش بدوش یہ نوشت و خواند کی تعلیم بہت عمدگی سے دیجا سکتی ہے۔ وہ تو اُسی پرانے دھرے پر قدم بقدم چلتے رہینگے۔ زیادہ تعجب ہندو بھائیوں کی پست ہمتی سے ہو رہا ہے ۱۸۹۷ء میں جشن جوبلی کے موقعہ پر بڑے طمطراق سے صنعتی مدرسہ کا پروگرام مشتہر کیا گیا۔ کئی راجے مہاراجے مربی و سرپرست بنے۔ اور دس لاکھ کی ضرورت ظاہر کی گئی۔ لیکن ابتک صرف دو لاکھ کے وعدے ہوئے ہیں اور اُن میں سے بھی صرف پچاس ہزار کے قریب وصول ہوئے ہیں پھر بھی مجوزوں کی بلند ہمتی اور حسن لیاقت قابل تعریف ہیں کہ انہوں نے اس مفید کام کے اجرا میں ہندیوں کے معمولی تساہل سے کام نہ لیکر مدرسہ کو چھوٹے پیمانہ پر فی الفور جاری کر دیا۔ اور بہت مرداں مدد خدا نے چاہا۔ تو وہ دن دور نہیں کہ جلد اپنی تمناؤں کو پورا ہوتے دیکھنے کی خوشی حاصل کرینگے +

نواب وزیر ہند نے قحط کے متعلق تقریریں کرتے ہوئے کئی مرتبہ صنعتی تعلیم کے رواج میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ لیکن تاحال کم از کم شمالی ہند میں ان وعدوں کا ایفا نہیں ہوا۔ خدا کرے کہ ہمارے مکرم دوست مولوی محبوب عالم صاحب کی شفقانہ تحریریں تاثیر مطلوبہ پیدا کر کے ابنار ملک کو اس ضروری معاملہ کی طرف توجہ دلانیکا باعث ثابت ہوں اور جب ملک کی توجہ ہو گئی تو پھر گورنمنٹ بھی حتی الامکان امداد و اعانت سے دریغ نہیں کریگی۔

مولوی صاحب ممدوح کی طبیعت برلن اور برسلز کے سفر میں کسیقدر ناساز ہو گئی تھی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ جلد صحت بحال ہو گئی۔ وکیل بہ تعمیل ارشاد نمایش گاہ پیرس کے حالات پیسہ اخبار سے بشکریہ نقل کریگا۔ لیکن وہ بخوشی ایسا نہیں کریگا۔ مولوی صاحب کی کونسی تحریر اب تک پیسہ اخبار میں ایسی شائع ہوئی ہے۔ جو نہایت قدر کے قابل نہیں۔ لیکن وکیل صرف اس وجہ سے اُنکو نقل کرنے سے محترز رہا ہے۔ کہ اگر ابنار ملک کو اپنے محسنوں کی قدر افزائی کا کچھ بھی خیال ہے۔ تو اُنپر واجب ہے کہ خود پیسہ اخبار کو خرید کر ان نادر معلومات اور دلچسپ حالات کو مطالعہ کریں۔ پیسہ اخبار کی قیمت ایسی ارزاں ہے کہ مفلس سے مفلس اخبار خوان کو بھی ناگوار نہیں گذر سکتی۔ مولوی صاحب ممدوح غالباً چھ مہینے باہر رہینگے۔ اور اس عرصے کے لئے پیسہ اخبار صرف ایک روپیہ پر مل سکتا ہے۔ اتنے قلیل خرچ پر بھی اگر ملک انکی بیش قیمت اور کارآمد تحریروں سے مستفید نہ ہونا چاہے تو یہ اُسکی بدقسمتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مولوی صاحب ممدوح بلاد عثمانیہ میں پہنچنے پر وہاں کی صنعتی تعلیم کی موجودہ حالت پر بھی خاص غور فرمائینگے۔ اور بشرط فرصت و امکان بیروت و دمشق جاکر حجاز ریلوے کے متعلق بچشم خود معائنہ فرمائینگے کہ اسپر کیسی مستعدی سے کام ہو رہا ہے۔ بالآخر ہم اس دعا پر اس ریمارک کو ختم کرتے ہیں کہ خداوند کریم دیگر فرزندان ملت کو بھی ملک و قوم کی ایسی ہی بیغرضانہ اور سچی خدمت کی توفیق اور مولوی صاحب کی نیک نظیر کی تقلید کی سعادت عطا فرماوے۔ اور مسلمانوں کو بھی ضروریات زمانہ سے باخبر ہو کر اُنکے مطابق عمل پیرا ہونیکی ہمت بخشے +

مسودہ قانون انتقال اراضی پنجاب میں سلیکیٹ کمیٹی نے جو ترمیمیں تجویز کی ہیں۔ اُنکا مختصر لب لباب پچھلے ہفتہ شائع ہو چکا ہے مفصل رپورٹ سے انکی مشرح کیفیت اب معلوم ہوئی ہے کمیٹی نے مسودہ کے ہر حصہ میں اہم ترمیمیں تجویز کی ہیں۔ اور چند الفاظ و اصلاحات کی جدید تشریح اور چند اہم فصلوں کی معقول تلافی کر دی ہے۔ خاصکر مدامی انتقال اور پیداوار کے رہن و بیع کی شرائط کی نسبت مناسب تغیر و تبدل کیا گیا ہے۔ لیکن رہن کے معاملہ میں جو ایک نئی جدت اختراع کی گئی ہے۔ اُسکے متعلق یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں کہ اُس نے مسودہ کی غرض کو بالکل فوت کر دیا۔ اور اُن تمام مساعی اور دماغی جاں جہد کو جو زمینداروں کی بہتری اور بچاؤ کے لئے کیا گیا تھا قطعاً بیکار بنا دیا ہے۔ اور اُسے پڑھکر تعجب ہوتا ہے کہ اُسکے سوچنے اور پسند آجانیکی صورت میں مجوزہ قانون کا بکھیڑا ہی کیوں قائم رکھا گیا۔ جس اہل الرائے

علم الفقہ
علم الفقہ اسی تعلیم
سے حاصل نقد و سینہ اسی تعلیم
لئے نہایت سلیس اور عام فہم
اردو زبان میں ہے ہر باب بے نظیر و جامع
کی مستند کتب شامی خزانۃ المفتین
بحر الرائق فتح القدیر عالمگیری عنایہ ہدایہ
یعنی الحقائق عالمگیری فتاوی قاضی خان
طحطاوی مراقی الفلاح جلد اول
وغیرہ سے تالیف کیا گیا ہے قیمت عمدہ
جلد
ایک نمونہ کی خاطر کسی صاحب کے نام
روپیہ آنہ پائی
دفتر پیسہ اخبار انارکلی لاہور

ناخواندہ مہمان
اس سے زیادہ پُر لطف اور دلچسپ
آج تک انگریزی میں اور
نہیں ہوا فرنچ اور
سے ترجمہ
کلکتہ کے ایک
ہیں ہر شخص کو اسکے پڑھنے کی
ضرور ہے صفحہ ۳۰۰ قیمت
فی جلد ہے جلد ختم ہو جائیگی
ہاول کیا ہے تصویر اور
حالات کی سچی
قیمت
ہر جلد

ونس نئی تجویز کرپڑیا ہی اسکی زبان سی بیساختہ یہی نکلجاتا ہی کہ اب قانون بنانے اور پاس کرنیکا تقضیہ ہی کیوں کیا جاتا ہی قانون مذکور کی حسن قبح کی نسبت ہم ہمگز کوئی بحث کرنا نہیں چاہتے موجودہ بحث سی صرف اسکی اس اصول کا تعلق ہی کہ زمین زمینداروں کی پاس رہے غیر قبیلہ کی زمیندار اور یا ساہوکار دں یا صاحب اراضی کاشتکاروں اور ملازمت پیشہ لوگونکی پاس خالص زراعت پیشہ زمینداروں کیطرف سی منتقل نہونے پائے +

آنریبل مسٹر ریوازکہتی ہیں کہ سلیکیٹ کمیٹی نے اس اصول کو قائم رکھکر چند ترمیمیں اسے نسبتاً زیادہ وسیع اور زیادہ لچکدار بنیاد پر قائم کرنیکے لئے تجویز کی ہیں۔ مگر تھوڑی سی غور سی صاف معلوم ہوجائیگا کہ محولہ بالا جدید تجویز رہن نے اس اصول کو جڑ سی کاٹ دیا ہی۔ نہیں۔ بلکہ ساہوکاروں وغیرہ کے لئے جنکی دستبرد سی زمینداروں کو محفوظ رکھنا مقصود ہی پہلے سی زیادہ آسانیاں پیدا کردی ہیں۔ اور جب یہ دیکھا جاتا ہی کہ مسٹر ڈوئی چیف سکرٹری پنجاب گورنمنٹ اور نواب لفٹنٹ گورنر ایسی تجربہ کار اور باخبر عہدہ دار اس تجویز کے بانی مبانی ہیں اور ایسی سلیکیٹ کمیٹی نے جسمیں نواب محمد حیات خان صاحب ایسی زمینداروں کی مشکلات اور ساہوکاروں کی داؤگھات سے کامل واقفیت رکھنی والے اصحاب شامل تھے اسے منظور کیا ہی۔ اور کنور ہرنام سنگھ صاحب ایسی مخالف مسودہ اس تجویز کی اندراج کے باوصف اپنی مخالفت پر قائم ہیں۔ تو تعجب پر تعجب ہوتا ہی +

قانون مذکور کی مفید یا مضر ہونے پر لازمی طور پر سخت اختلاف رائے موجود ہی۔ اور یہ مانی ہوئی بات ہی کہ کوئی قانون یا انسانی تدبیر محض مفید یا محض مضر نہیں ہوسکتی کسی تدبیر کے مفید یا مضر ہونیکا فیصلہ صرف اسکی مضرتوں اور فوائد کی نسبتی مقدار سے ہوتا ہی۔ تاہم یہ تقریباً مسلمہ امر ہی کہ اسکا اصول زمیندار کے حق میں بہت سی فائدے رکھتا ہی۔ اور ساہوکاران کے حق میں یہی وہ ویسا مضر نہیں جیساکہ اُسکے مخالف ظاہر کرتے ہیں:۔ بلکہ اگر ساہوکار اور متحولین اس قانون کی وجہ سی حصول وخرید اراضی پر سرمایہ لگانے سی رک جائیں۔ اور وہ روپیہ جو اس کام پر لگاتے تھے ملک میں صنعتی وتجارتی کارخانے کھولنے پر لگائیں۔ تو اپنے پولٹیکل اور خاص دیگر فوائد کے علاوہ وہ عام طور پر بھی ملک کے لئے خاص رحمت سی کم ثابت نہوگا۔ ان سب فائدوں کو مجوزہ تجویز پاس ہوجانیکی صورت میں ملیامیٹ کردیگی

وہ تجویز یہ ہی کہ اگر راہن کاشت کا حق اپنی پاس رکھے تو وہ اپنی اراضی جس شخص کی پاس اور جسقدر مدت کے لئے چاہے مناسب لگان کی تعیین کرکے رہن رکھ سکتا ہی۔ اگر لگان کی مناسب رقم کی تعیین پر راہن ومرتہن میں تنازعہ ہو تو عدالت مال اُسکا تصفیہ کردیگی۔ راہن اپنی اراضی سی بیدخل نہیں ہوسکیگا۔ لیکن اگر وہ اراضی کا نامناسب طریق پر استعمال کرے۔ یا اگر لگان جنس میں یا بٹائی کے طریقے پر مقرر ہو۔ اور وہ اراضی کو کاشت نہ کرے۔ یا بقایا لگان کی بابت اسپرڈگری صادر ہو۔ اور وہ اُسکو بیباق نہ کرے۔ تو اس صورت میں وہ اراضی سی بیدخلی کا مستوجب ہوگا۔ البتہ بیدخلی کے بعد بھی اُسی یہ استحقاق ہر وقت حاصل ہوگا کہ جب چاہی اصل زر رہن دیکر اپنی زمین فک کرالے۔

سمجھدار اس تجویز کے سرسری مطالعہ سی ہی سمجھ سکتے ہیں کہ یہ امر زمیندار کی حقیقی بیع کا کامل اختیار رکھنے کے استحقاق سی بھی بدرجہا مہلک ثابت ہوگا۔ زمیندار لاکھ بیوقوف ہو لیکن وہ غیر خاصکر ساہوکار کی پاس اپنی ملکیت بیع کرنے کو عموماً سخت ناپسند رکھتا ہی۔ اور جب کوئی چارہ پیش نجائی۔ یا ساہوکار کی قوت تسخیر و دلفریبی بھی بہت بڑھی ہوئی ہو۔ اُسوقت زمین کو بیع کرنے پر آمادہ ہوتا ہی لیکن رہن پر وہ بلاتامل فی الفور آمادہ ہوجاتا ہی۔ اور رہن کی مندرجہ بالا صورت بیع سی کس حیثیت میں کم ہی۔ اسکا علم سلیکیٹ کمیٹی کو بھی ہوگا۔ یہ عذر محض فضول ہی کہ راہن کو جب چاہے فک کرانیکا اختیار حاصل ہوگا۔ اس امر کی کیا ضمانت ہی کہ زر رہن زمین کی حقیقی مالیت سے زیادہ نہوگا۔ یہ کہنا کہ ساہوکار اسقدر رقم پر کیوں رہن رکھیگا۔ اُنکے ہتھکنڈوں سی ناواقفیت ظاہر کرنا ہوگا کسی ساہوکار نے کسی زمیندار سی چار ہزار روپیہ جو برسو نکی سود در سود اور اصل کا مجموعہ ہیں اور جسکا اصل فی الحقیقت ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ نتھا۔ اور غالباً یہ اصل بھی متعدد موقعوں پر نقد یا جنس کی صورت میں دیا گیا تھا لیتی ہیں۔ اسکی مقروض زمیندار کی ملکیت کی قیمت اڑھائی تین ہزار سی زیادہ نہیں۔ اُس زمین پر بنک نئی سی اور گھر سی کمیشت روپیہ نکالکر دینی والا مرتہن بیشک ڈیڑھ دو ہزار سی زیادہ رقم نہیں دیگا لیکن ساہوکار اپنی سابقہ قرضہ چار ہزار کے علاوہ پان چھ سو روپیہ نقد اور دیکر زمیندار سی ساڑھی چار ہزار میں اس زمین کو بخوشی رہن رکھ لیگا۔ اور یہ رہن عدالتی انتقال سی کسیطرح کم نہیں ہوگا۔ راہن کو اسقدر روپیہ کبھی کوئی اور دیگا۔ نہ وہ زمین فک کرائیگا۔ باقی رہا حق کاشت۔ اگر وہ لگان باقاعدہ دیتا رہے۔ تو ساہوکار کی بلا سی کہ کون کاشت کرتا ہی اُسی اپنے منافع سی غرض ہی اگر راہن نہ کاشت کرے۔ تو ساہوکار نہ خود تو کاشت کرتا ہی نہیں کسی اور کو لگان پر دیدیتا اُسی تو وصولی لگان سی واسطہ ہی جسکی عدم ادائیگی کی صورت میں وہ ویسی ہی آسانی سی راہن کاشتکار کو بیدخل کراسکیگا جیسی کہ مزارعہ تابع مرضی مالک کو۔ بلکہ اس سی بھی زیادہ آسانی کی ساتھ۔ اُسکے لئے تو نوٹس کی بھی ضرورت ہی۔ یہاں ایک دفعہ ڈگری ہوکر غیر مودی رہی اور راہن معمولی سوال پر بیدخل ہوگیا۔

ایسی صورت میں ساہوکار کو کیا غرض پڑی ہی کہ بیع کے خرخشہ میں پڑتا پھری۔ وہ بیع سی زیادہ موثر رہن کراسکیگا اور احمق زمیندار اس تجویز کی پاس ہوجانیسی پہلے سی بھی زیادہ ساہوکاروں کی پھندے میں پھنس جائینگے۔ وہ دل میں خیال کریگا کہ رہن ہی کرنے لگا ہوں نہ کہ بیع اور پھر قبضہ وکاشت بھی میری رہیگی۔ لالہ سابقہ قرضہ کو زر رہن میں مجرا لیتا ہی لیکن ساتھ ہی پان چھ سو روپیہ اور بھی تو دیتا ہی۔ کھلی رقم کا دو روپیہ سینکڑہ سود دیتا تھا۔ اور ساری پیداوار اُسمیں چلی جاتی تھی اب صرف لگان دینا پڑیگا جو سود کی مقدار سی بہرحال بہت کم ہوگا۔ مزید برآں شاہ جی خوش ہوجائینگے اور وقت بیوقت بلاتامل غرض پوری کردیا کرینگے۔ یہ خیال کرکے وہ بلاتامل لالہ صاحب کے ایکدفعہ کی ہی ترغیب سی فی الفور رہن کرنی پر آمادہ ہوجائیگا ایسے رہن کیلئے حاکم کی اجازت کی ضرورت یا کل بدل نقدی میں دینے کی کوئی شرط تو ہی ہی نہیں۔ رہن نامہ رجسٹری ہوا۔ اور لالہ صاحب عملاً زمین کے مالک بن گئے +

الغرض یہ تجویز زمینداروں اور قانون کی اصول کے حق میں ایسی مہلک ہی کہ بار بار یہی سوال حیرت کی ساتھ پیدا ہوتا ہی کہ سلیکیٹ کمیٹی کی ارکان نے ایسی پسند کرنا تو بجائے خود رہا سننا تک کسطرح گوارا کیا۔ اس ایک شر نے تمام لنبی چوڑی تنظاموں۔ احتیاطوں پیش بندیوں اور مہربانیوں کا جو زمینداروں کی لئے سوچی گئی تھیں خاتمہ کردیا ہی اور اگر یہ منظور ہوگئی تو کہنا پڑیگا کہ گورنمنٹ اپنی اُس نیک ارادہ ومنشا سی جو اُس نی زمینداروں کی بہبود کے لئے کیا تھا ایک طرح سی پشیمان ہی نہیں ہوئی ہی۔ بلکہ اس چند روزہ نیک ارادہ کی معاوضہ میں جو تکمیل سی پہلے چھوڑدیا گیا زمینداروں کو پہلے سی زیادہ خطرناک دلدل میں پھنسا دیا ہی۔ اس تجویز نے قانون کی باقی تدابیر کو فی الحقیقت ایسا بے سود و بے مصرف بنادیا ہی کہ اُنکا ذکر کرنا بیفائدہ محض ہونے سی زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ تاہم عام آگاہی کیلئے جدید ترمیموں کی کیفیت اس غرض سی درج کردیجاتی ہی کہ بہی خواہان ملک اُن سب پر فرداً فرداً و بالاجتماع غور کرکے سلیکیٹ کمیٹی کی قابل ممبروں اور گورنمنٹ عالیہ کو اس جدت کی نظر انداز کردینے کا۔ یا بصورت دیگر زمینداروں کو اُنکے حال پر چھوڑکر اس مسودہ کو ہی خیریلہ کہدینے کا پُرزور مشورہ دیں۔ مسودہ کی اپنی اصل صورتمیں پاس ہونیکی صورت میں گورنمنٹ کی ذمہ داریاں بیشک بڑھجاتیں اور اُسے زمینداروں کی دستگیری وامداد کی لئے اب سی زیادہ معقول اور وسیع انتظام کرنا پڑتا لیکن یہ کام کوئی ایسا کٹھن اور ناممکن العمل نہ تھا کہ ایسی آبادی کیلئے جو ملک کی ریڑہ کی ہڈی اور ہر سال گورنمنٹ کو براہ راست چالیس پچاس کروڑ روپیہ نقد اور کئی ہزار جانباز نوجوان بہم پہنچاتی ہی اُسی اختیار کرنا دشوار سمجھا جاتا۔ مجوزہ ترمیمیں حسب ذیل ہیں:۔

مسودہ میں بیع کی جن صورتوں میں عدالت مال کو اجازت دینی کا پابند کیا گیا تھا۔ انکی لئے اجازت لینی کی شرط بالکل اُڑادیگئی ہی البتہ غیر کاشتکار مالک اراضی نی جو زمین بعد میں بحیثیت زمیندار کسی خالص زمیندار مالک سی خریدی ہوگی اسی وہ بلا اجازت افسر مال کسی غیر زمیندار کی پاس بیع نہیں کرسکیگا۔ اُس کو نی کسی اور کاشتکار مالک یا کسی کاشتکار پیشہ قبیلہ کی فرد کی پاس بلا اجازت بیع کرسکیگا۔ اگر کسی زراعت پیشہ قبیلہ کی آبادی تھوڑی ہی۔ اور بائع کو میدان اشتراکی تنگی سی کم قیمت ملنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورتوں کو انسداد کی لئے لوکل گورنمنٹ ایسے قبیلہ کی متعدد ہم نسل قبیلوں کو باہم ملاکر ایک قبیلہ قرار دیسکیگی۔ مسودہ میں زراعت پیشہ کی تشریح یہ کی گئی تھی کہ جو پہلی باقاعدہ بندوبست میں بطور مالک یا مزارعہ درج ہوا ہی۔ اب یہ ترمیم پیش کی گئی ہی کہ جن اضلاع کی اولین باقاعدہ بندوبستوں کو تیس برس نہیں ہوئی۔ انمیں زراعت پیشہ ہونیکی تصدیق کسی سابقہ بندوبست کی اندراج سی کیجائیگی۔ اراضی کی پہلی کی نسبت زیادہ وسیع تشریح کیگئی ہی۔ تبادلہ عدالتی انتقال میں داخل کیا گیا ہی لیکن جو ہبہ یا وقف مذہبی وخیراتی کا نمونکی لئے کیا جائیگا اُسے عدالتی انتقال کے دائرہ سی خارج رکھا گیا ہی۔ زراعت پیشہ کو بھی خریدار اراضی کا غیر محدود استحقاق صرف اُس موضع یا مواضع میں حاصل ہوگا جہاں اُسی زراعت پیشہ مالک کا نیکا منصب حاصل ہی۔ بیع کی اجازت یا عدم اجازت کی متعلق افسر مال کا حکم صرف عالانہ ہوگا کسی مدعی ملکیت یا وارثان بازگشت یا شفعہ اراضی کو دیوانی عدالت میں چارہ جوئی کرنے سی مانع نہیں ہوگا۔ شفع کی متعلق پنجاب گورنمنٹ نیا قانون مرتب کررہی ہی +

عارضی انتقال یعنی رہن اور اجارہ کی متعلق یہ ترمیمیں کیگئی ہیں۔ زیادہ سی زیادہ میعاد رہن بالقبضہ کی جسکا اندراج اصل رقم بھی ادا نہ ہوسکے بجائی ۱۵ کی ۲۰ برس کردیگئی ہی۔ رہن بلاقبض کی صورت میں اگر راہن چاہے یا مرتہن کو منافع یا اصل حسب اقرار نہ ملے تو افسر مال صورت مقدمہ پر غور کرکے مناسب میعاد کی لئے رہن بالقبض کا حکم دیدیگا۔ البتہ غیر زراعت پیشہ اپنی اراضیات کو جسقدر میعاد کی لئے اور جس صورتمیں چاہیں اسکی طرح رہن کرسکینگے۔ نیز زراعت پیشہ اپنی ہی قبیلہ کی کسی اور زراعت پیشہ کی پاس۔ البتہ زراعت پیشہ غیر زراعت پیشہ کی پاس متذکرہ صدر صورت کی رہن بالقبض یا رہن بلاقبضہ اور نیز تیسری (جدید) صورت کی سوا جسکا اوپر لنبا چوڑا ذکر ہوچکا ہی کسی اور طرح رہن نہیں کرسکینگے۔ انکی سوا اگر کسی اور صورتمیں

مراسلات

جناب مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار کا دوسرا خط سیاحت یورپ کے متعلق

از مقام پیرس ۲۶ - جولائی ۱۹۰۹ء - جناب ایڈیٹر صاحب وکیل امرتسر - السلام علیکم - میں نے اپنی پہلی چٹھی میں مقام وائینا سے ۲۹ - جون کو اپنے سفر کے کچھ حالات آپکو لکھے تھے - اب اس سے آگے اختصار کے ساتھ کچھ اور حالات لکھتا ہوں - میں وائینا سے ۲۸ - جون کی شام کو بجانب برلن روانہ ہوا - افسوس ہے - کہ وائینا میں میں ایک ہفتہ رہا - اور وہاں کے تمام قابل دید مقامات مثل عجائب گاہ - دارالسلطنت پارلیمنٹ وٹاؤن ہال - پکچر گیلری - وشاہی لائبریری دیکھے - لیکن شاہی دارالضرب صرف اس وجہ دیکھنے کا ارادہ کیا - جس شام کو کہ میں وہاں سے روانہ ہو جانا تھا - اسی مقام میں خلیفہ ہارون الرشید کا تاج اور اسکے ہمعصر شارلیمین اعظم شاہ فرانس کی شمشیر وغیرہ یادگاریں تھیں - مجھے انکے دیکھنے کی حسرت رہی - میں نے سنا ہے - کہ آسٹریا کے ایک دوسرے مشہور شہر بوداپسٹ میں اس زمانہ کے ایک تبرک مسلمان ولی کا کفن ہے - جبکہ مسلمان اس علاقہ میں صاحب طاقت تھے - اور ابتک گورنمنٹ آسٹریا نے اسے محفوظ رکھا ہوا ہے - اور ترک مسلمان انکی زیارت کو جاتے ہیں - میں نے شاید آپ کو پچھلے خط میں لکھا ہے یا نہیں کہ آسٹریا کے شاہی کتب خانہ میں ایک ساڑھے تین سو سال کا لکھا ہوا قلمی قرآن ہشت پہلو - دو دانگ طول اور عرض کا میں نے دیکھا ہے - جو بہت خوشخط ہے -

برلن پایۂ تخت جرمنی میں میں نے قریب دو ہفتہ کے قیام کیا - میرا مقصد زیادہ تر یہ راستہ اختیار کرنے سے یہ تھا - کہ آسٹریا اور جرمنی کے صنعت اور حرفت کے کارخانے دیکھوں اور یہاں کے ٹکنیکل تعلیم کے کچھ حالات معلوم کروں - چنانچہ میں نے جہاں تک مجھ سے اس تھوڑے زمانہ قیام میں ہو سکا اپنے مقصد کی تحصیل میں پوری کوشش کی - میں نے کئی ایک کارخانے مختلف صنعتوں اور کاموں کے دیکھے اور آسٹریا اور جرمنی کے مرکزی ٹکنیکل سکول بھی دیکھے - آسٹریا کے ٹکنیکل سکول کے متعلق اسیقدر لکھنا کافی ہے کہ یہ بہت بڑا تعلیم گاہ ہے - جو ۹۲ء میں جاری ہوا تھا - یہ سکول ہی نہیں ہے - بلکہ ایک سرکاری صیغہ ہے - جسکی معرفت تمام آسٹریا میں چھوٹے چھوٹے ٹکنیکل سکول اہل حرفت کی تعلیم کے لئے جاری کئے گئے ہیں - اور اسنے اس تھوڑے عرصہ میں اتنی ترقی کی ہے - کہ ۹۲ء میں جبکہ جاری ہوا تھا - اسپر گورنمنٹ کا دس ہزار فلورن خرچ ہوا تھا - لیکن ۹۹ء میں (۲۱۳۸۵۰) فلورن خرچ ہوئے (فلورن = ۱ء ۸ء) اس مدرسہ کے ساتھ جو کارخانہ عملی طور پر کام سکھلانے کا تھا وہ بھی میں نے دیکھا - میں نے ایک صاحب سے اس کام کے لئے سفارشی چٹھی حاصل کی تھی - ورنہ مجھے ایسی عمدگی سے اس مقام کا دیکھنا نصیب ہوتا - اسمیں ایک چھوٹی سی نمائش آسٹریا کی تمام کلوں کی موجود ہے - جو یہ ملک تیار کرتا ہے - اسکے ساتھ درزی - کفشدوز - بڑھئی اور آہنگر کی دوکانیں بھی جاری تھیں جنمیں اسوقت کئی آدمی کام سیکھ رہے تھے - یہ لوگ عموماً بڑی عمر کے تھے - جنہیں کام سکھلا کر ملک کے دوسری شہروں میں بھیجا جاتا ہے - اور انہیں مشینیں اور اوزار کام کرنے کے اس مدرسہ کی طرف سے دیئے جاتے ہیں کہ جنکی قیمت کا مدرسہ دس سال تک وصول کرنے کا مستحق ہوتا ہے - یہ صرف ایک پہلو اس مدرسہ کا کام کا ہے - باقاعدہ طالب علموں کی ٹکنیکل اور کیمیکل علوم کی تعلیم علاوہ ہوتی ہے - میں نے یہاں کا نصاب تعلیم بھی معلوم کیا جو بہت مضامین پر مشتمل ہے - جرمنی میں اگر وہاں کے سب سے بڑے ٹکنیکل سکول کو دیکھنے کی کوشش کی اور آسمیں اس سے بھی زیادہ مشکل سے باریابی حاصل ہوئی - لیکن یہ آسٹریا کے مدرسہ سے بہت ہی بڑا ہے - دراصل جرمنی کی صنعت و حرفت کی تمام ترقی کا مدار اسی مدرسہ کے طالب علموں پر ہے - یہ مدرسہ چھوٹی حالت میں سو سال سے جاری تھا - لیکن بیس سال سے اسی بڑی ترقی ہوئی ہے - ہمیں اسوقت ایک ہزار کمرے ہیں - لیکن اسپر بھی مکان ناکافی ہونے کی وجہ سے آجکل مکان بڑھایا جا رہا ہے - اور تین ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں - اس مدرسہ کے کتب خانہ میں صرف فن صنعت و حرفت و دستکاری پر کتابیں ہیں جنکی تعداد ایک ہزار جلد ہے - اس سے اندازہ ہو سکتا ہے - کہ یہ کتنا بڑا مدرسہ ہے - اسکی عمارت بھی اتنی ہی عالیشان ہے - جیسا کہ اسکا کام ہے - اسمیں کئی عجائب خانے مصوری - بت تراشی - مکینکل کلوں - برقی عجایبات وغیرہ کے ہیں - اسکے سب سے بڑے کمرہ میں جسکو "اولا" کہتے ہیں شہنشاہ جرمن حال اور انکی دادا ولیم اول کے قد آدم بت کھڑے ہیں - اور بہت سی مصوری اور سنگ تراشی کے جوہر دکھلائے گئے ہیں - لیکن سب سے دلچسپ بات مجھے یہ معلوم ہوئی - کہ گذشتہ جنگ فرانس و جرمنی میں جو طالب علم اس مدرسہ کے بطور والنٹیر شریک جنگ ہوئے تھے - اور مارے گئے تھے - انکے نام ایک دیوار پر سنہری حروف میں کندہ ہیں - میں نے جرمنی کے طریقہ تعلیم اور خصوصاً اس مدرسہ کا نصاب تعلیم بھی پورے طور پر تحقیق کیا - مجھے سخت ضرورت محسوس ہوتی ہے - کہ ہمارے ملک میں بھی ٹکنیکل تعلیم کو ترقی دیجاوے - جس چیز کو ہم اپنے ملک میں تعلیم کہتے ہیں یعنے نوشت خواند سے واقفیت اس سے تو یہاں کا ہر شخص ماہر ہے - گاڑیوں کے کوچبان ہی نہیں - گلیاں صاف کرنے والے مزدور اور گھروں کی اوٹی نوکرانیاں بھی ایک شخص مجھے پیرس میں دودھ لاکر دیتا ہے - اسکے کپڑے میلے کچیلے ہوتے ہیں - مجھے شک ہوا - کہ یہ پڑھا ہوا نہیں ہے - لیکن میرے پاس ہندوستان کی ڈاک آئی ہوئی دیکھکر اسنے ہندوستان کے ٹکٹ مانگے - معلوم ہوا - کہ یہ صاحب گوگھوسی کا کام کرتے ہیں - لیکن خاصے پڑھے ہوئے ہیں - اور آپ کو ڈاک کے ٹکٹ جمع کرنیکا بھی شوق ہے - جرمنی - فرانس اور کئی دیگر ممالک یوروپ میں تعلیم لازمی ہے - گویا نوشت خواند ہر شخص کے انسان ہونے کے لئے ضروری سمجھی گئی ہے جبھی تو یہاں کے اخلاق کی اشاعت لاکھوں ہے - اسکے بعد تمہیں کچھ اور سیکھنا چاہئے جو تمہیں روٹی کمانے کے قابل بنا سکے - میں پیرس کی عظیم نمائش گاہ کو دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہ دنیا نے ٹکنیکل تعلیم کے ذریعہ سے اپنی کاروبار میں کیا کچھ ترقی کر لی ہے - اور ہم کس خواب خرگوش میں سوتے ہیں -

جناب ایڈیٹر صاحب میں نے کئی دفعہ سوچا ہے کہ کیا کوئی گنجایش یوروپ میں آکر روٹی کمانے کی ہندوستانیوں کے لئے ہے - تو مجھے ماننا پڑا ہے کہ ظاہراً تو تمام ناکے ان ملکوں کے ہوشیار لوگوں نے بند کر رکھے ہیں تاہم چینی تمام ممالک یوروپ میں آکر رہتے اور مزدوری کر کے روپیہ وطن کو بھیجتے ہیں - کیوں ہندوستانی ایسا نہیں کر سکتے - مگر میں چاہتا ہوں ہندوستانی مختلف صنعتی کارخانوں میں ملازم ہوں - اور وہاں سے کام سیکھ کر اپنے وطن میں جاکر ان صنعتوں کو ترقی دیں - میں نے دیکھا ہے - کہ بعض چھوٹی چھوٹی کلیں دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ سو روپیہ کو یوروپ میں بکتی ہیں - مثلاً آہنی قلموں کے نب بنانے کی تین مشینیں - مثلاً لوہے یا پیتل کی پنیں بنانے کی مشین - بٹنیاں اور چوابیں بنانے کی مشین - کاغذ کے لفافے وغیرہ اور کئی ایسی مشینیں دیکھی ہیں جنسے سمجھدار متوسط الحال لوگ روزی کما سکتے ہیں - دیاسلائیاں تک بھی وجود بڑی بڑی کلوں سے بننے کے بعض غریب لوگ یوروپ میں ہاتھ سے بناتے ہیں - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یوروپ کے غریب لوگ بھی گذران کے لئے سخت محنت کرتے ہیں - انکے گذارہ کا معیار ہمسے اعلیٰ تر ہے - مگر ویسا ہی وہاں خرچ بہت زیادہ ہے - پیرس اور برلن میں چار پانچ

مصنوعی دانت - ہمارے کارخانہ میں خالص تیار کردہ ولایتی دانت خوبصورت اور مضبوط جو کہ منہ میں لگانے سے اصل قدرتی دانتوں کی طرح دیتے ہیں بلکہ جنسے قدرتاً ہر ایک چیز کھائی اور چبائی جا سکتی ہے - لگائی جاتی ہیں - قیمت ہی نسبت اگریزی کے بہت کم رکھی ہے - ہمارے پاس بطور نمونہ ہزارہا سٹیفکیٹ یورپین و دیسی افسران و رؤسا کے موجود ہیں - **مصنوعی آنکھ** - امریکہ - نکلہ مصنوعی بشکل گلاس بنی ہوئی ایک چشم کا قدرتی عیب چھپانے کے لئے عموماً پہنی جاتی ہے - اصلی آنکھ کی پلکیاں ہر رنگ کی سرخ ڈورے پڑی ہوئی ہیں - تحریک حلقہ چشم کے اندر بٹھائی جاتی ہے - بخوبی حرکت دیتی ہے - کہ یہ آنکھ نہیں ہے - مصنوعی ہے - نمونہ دانتے آنکھ عورت لگاتی ہے - میرے نمونجات کیوڑ خاص ملاحظہ ہو - المشتہر ڈاکٹر جلال الدین محمد دین نذاں ساکن قصور حال وارد امرتسر (پنجاب) بازار نیچہ بندان متصل ڈیوڑھی کرموں - (جواب طلب امور کے لئے آدھ آنہ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے -)

مارک یا شلنگ یا فرانک سے کم میں ایک شریف شخص کا روٹی کپڑے کا گذارہ مشکل ہو سکتا ہے۔ صرف اسی سے ہزارہا لوگ عمر بھر شادیاں نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بیویوں کے خرچ متحمل نہیں ہو سکتے ایک ہالینڈ کے جنٹلمین نے جو پیرس میں اخبار نویس ہے مجھسے ہنسی میں ذکر کیا۔ کہ چونکہ عورتوں کا خرچ یہاں بہت زیادہ ہے۔ اسلئے تین تین چار چار آدمی ملکر ایک عورت رکھ لیتے ہیں۔ میں مدت سے اون اخبار میں پڑھ رہا تھا۔ کہ فرانس میں نسل زیادہ نہیں بڑھتی۔ یعنے لوگوں کے یہاں زیادہ بچے پیدا نہیں ہوتے۔ اسلئے یہ قوم حالت تنزل میں ہے۔ لیکن اسکی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے۔ کہ پہلے تو شادیاں ہی کم لوگ کرتے ہیں۔ عموماً بیلدار ہوتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں عورتیں حتی الوسع بچے پیدا کرنا مناسب نہیں سمجھتیں جو خواہ مخواہ اُن پر بوجھ ہونگے۔ دوم جو بیاہی ہوئی عورتیں ہیں وہ بھی اسقدر عیش پسند ہیں کہ بچوں کو لطف زندگی میں حارج سمجھتی ہیں۔ پھر بچے آئیں تو کہاں سے آئیں۔ خیر یہ تو تاریک پہلو یہاں کی زندگی کا ہے لیکن یہاں کی زندگی کا روشن پہلو اور بھی سبق آموز ہے۔ یہاں تعلیم اور شائستگی کی ترقی نے لوگوں کو ایسا معقول بنا دیا ہے کہ مجھسے تو کوئی شخص کبھی چیں بجبیں ہو کر نہیں پیش آیا۔ سب نے ہر وقت مجھ سے خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ بعض نے کچھ دور ساتھ چلکر راستہ بتا دیا ہے۔

میں نے جرمنی میں چند اخبارات کے کارخانے بھی دیکھے تھے۔ لوکل انسا یگر وہاں کا سب سے بڑا اخبار ہے جو کم از کم دو لاکھ روزانہ چھپتا ہے۔ اور اسی دفتر سے تین اور اخبار نکلتے ہیں۔ جنمیں سے ایک ہفتہ وار صرف شہر برلن کے قابل کرایہ (خالی) مکانات کی فہرست معہ مقدار کرایہ کے چھاپتا ہے۔ میں نے ان اخبارات کے تصویریں چھاپنے کے طریقہ کا کئی کارخانوں میں ملاحظہ کیا ہے۔ یا اتنا مشکل اور گران ہے کہ جبتک ہمارے ملک میں بھی اخبارات کی تعداد کم از کم پچاس ہزار تک نہ پہنچے اخبار ایسے خرچ کے متحمل نہیں ہو سکتے میرا خیال ہے کہ اگر کبھی ہندوستان میں تعلیم عام ہو گئی تو باوجود ہندی کی مخالفتوں کے بھی اردو ہی ایک ایسی زبان ہوگی۔ کہ جسمیں ہندوستان کے سب سے زیادہ اشاعت والے اخبارات شائع ہونگے۔ ان ملکوں میں اخبارات کے ایڈیٹر بڑے لائق ہوتے ہیں۔ لیکن ہندوستان کے سب ایڈیٹروں سے میں انہیں لائق نہیں مان سکتا۔ البتہ یہ لوگ اپنے اخبارات پر بہت سا روپیہ خرچ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اسی نسبت سے اُن کی قدردانی ہو جاتی ہے۔ پیرس میں جب کسی اخبار کا تازہ پرچہ چھپتا ہے تو لونڈے اخبار کے پرچے لیکر اتنی جلدی سگانام پکارتے ہوئے دوڑتے ہیں کہ گویا دنیا میں اس سے ضروری اور کوئی کام نہیں ہے۔ یعنے ہندوستان میں یہ چستی اور چابکدستی کسی کام میں ہم کبھی ہی نہیں جو یہاں اخبار کے تازہ ہم پہنچانے کے معاملہ میں کیجاتی ہے۔ امریکہ کے دو نامور انگریزی اخبارات نیویارک ہیرلڈ اور نیویارک ٹائمز کے یورپین ایڈیشن پیرس میں چھپتے ہیں۔ نیویارک ہیرلڈ نے تو اپنی ایک چھاپنے کی مشین ہی نمایش گاہ کی ایک عمارت میں بھیجدی ہے۔ جہاں تازہ بتازہ اخبار لوگوں کے سامنے چھاپا جاتا ہے اور انہیں دیا جاتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اس مشین کی تین منزلیں ہیں۔ اور تین جگہ سے لمبا کاغذ چھپنے کے لئے آگے بڑھتا ہے۔ اور تینوں جگہ سے اخبار چھاپ کر توڑ کر آگے گراتی ہی۔

پیرس کی نمایش گاہ میں میں نہیں بیان کر سکتا۔ کہ کتنا وسیع مجموعہ اشیا اور کلوں کا جمع کیا گیا ہے۔ اتنے عالیشان مکان کلوں اور دوسری چیزوں کی نمایش کے لئے بنائے گئے ہیں کہ اس عجائبات کے جنگل میں میں کئی دفعہ راستہ بھولگیا ہوں۔ دنیا نے انیسویں صدی مسیحی کے آخیر تک جسقدر ترقی صنعت و حرفت علوم و فنون میں کی ہے یہ اُس سب کا آئینہ ہے۔ افسوس ہے کہ میں زیادہ مفصل حالات اس نمایش گاہ کے لکھنے کی اپنے اخبارات میں گنجایش نہیں پاتا۔ ورنہ یہاں تو بعض روزانہ اخبارات میں دو تین کالم حالات نمایش کے لئے وقف ہیں۔ میں چاہتا ہوں حالات نمایش جمع میرے اخبار کے لئے دو تین چٹھیوں میں لکھونگا۔ آپ ضرورت کو وکیل میں نقل کر دیں۔ اس سے بہتر اختصار یہانکے تمام ضروری حالات کا دوبارہ کرنا مشکل ہوگا۔ ہاں بغرض سلسلہ قائم رکھنے کے یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ میں برلن سے براستہ بایہ تخت بلجیم کو گیا۔ کیونکہ اہل بلجیم بھی صنعت و حرفت کے کاروبار میں خوب ترقی کر رہے ہیں۔ اور وہاں سے پیرس کو آیا۔ راستہ میں مقام کولون میں ٹھیرا جہاں ایک نہایت عالیشان گرجا تعمیر ہوا ہے جو بلحاظ بلندی صرف سینٹ پیٹر روم اور میلان کے گرجا سے دوسرے درجہ پر ہے۔ یہ ۵۳۲ فیٹ بلند ہے۔ سنہ ۱۲۴۸ء میں اسکی تعمیر شروع ہوئی تھی اور اب سنہ ۱۸۸۰ء میں ختم ہوئی

(آپکا خادم محمد عبدالسلام از پیرس ۲۶ جولائی)

امریکہ کے نامور پہلوان مسمی علام صاحب

جسکی نسبت چند اخباروں نے ایک نہایت تعجب بخش غلط خبر پچھلے دنوں یہاں ہندوستان میں اڑا دی تھی۔ اور ملک کے ہر حصہ و گوشہ سے اونکے مداح بڑے اضطراب کے ساتھ استفسار پر استفسار کر رہے تھے۔ بتاریخ ۲۰ جولائی سنہ ۱۹ء فرانس کے دارالخلافہ پیرس سے حسب ذیل تحریر کرتے ہیں:۔ آخر کار سینڈو مشہور پہلوان لندن نے کشتی کرنے سے انکار کر دیا۔ اب ایک روم کے پہلوان سے میری کشتی آج سے یازدہ روز کے بعد ہوگی۔ اس کشتی میں مبلغ بیس ہزار روپیہ شرط لگی ہے۔ میری طرف سے مبلغ دس ہزار روپیہ پنڈت موتی لال نے۔ اور مبلغ دس ہزار روپیہ ایک رومی شاہزادے نے رومی پہلوان کیطرف سے بنک گیر میں جمع کر دیا ہے۔ جو کشتی میں فتح پائے اوسکو روپیہ مل جائیگا۔ دوسرے پہلوانوں کی کشتیاں آج سے پانچ روز کے بعد ہونگی۔ سب دوستوں کو ہم سب پہلوانوں کی طرف سے سلام علیک کہدیں۔ اور میرا اور خلیفہ شہاب الدین کا سردار اردشنگہ کو سلام پہونچے۔ اور دلدار و مسنگہ کو کہدیں کہ جو چیز اسجگہ کی آپکو درکار ہو تو تحریر فرماویں کہ ہم روانہ کر دیں یا ساتھ لیتے آویں فقط

تاریخ ۵۔ اگست کو بروز یکشنبہ اسلام کلب کے سیکرٹری ڈاکٹر الیس جی۔ حاجی کی دعوت پر ممبران کلب و معززین کراچی نے سردار محمد یعقوب خاں بن شیخ اسمٰعیل صاحب کو سی۔ آئی۔ ای کا معزز خطاب ملنے کی خوشی میں آج رات کے آٹھ بجے اسلام کلب کے مکان میں تہنیت نامہ دیا۔ دوسرے روز یعنے تاریخ ۴ اگست روز دوشنبہ شام کے چھ بجے مسلم ریڈنگ لائبریری کے مکان میں بھی کارروائی کی گئی۔ جناب عبداللہ خاں صاحب پریسیڈنٹ لائبریری مذکور ایک روز پیشتر ہی سے معزز صاحبوں کو اطلاع دی چکے تھے۔ آج ۸۔ اگست کو بسبب گیارہویں شریف کے سب مسلمانوں کی دوکانیں بند ہیں۔ گیارہویں شریف کی رات کو ایک نئے مولوی صاحب جو تین چار روز سے یہاں تشریف فرما ہوئے ہیں نہایت ہی پر اثر وعظ کر کے سامعین کو محظوظ کیا۔ خدا تعالےٰ ان صاحب کو اس نیک کام کا اجر عطا فرماوے آجکے روز کچھی میمنوں کی طرف سے صدر بازار میں سب اہل جماعت کے لئے کھانا تیار کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب مذکور آج بھی بعد از ظہر تا عصر وعظ کرنیوالے ہیں۔ چونکہ دوکانیں بند ہیں اسلئے بہت لوگ جمع ہونگے اور مسجد میں رونق بھی زیادہ ہوگی۔ سیٹھ اسمٰعیل حاجی ابوبکر صاحب و سیٹھ حاجی محمد مولو صاحب

ایک پادری کا نیک نام ۔ پادری ای۔ ای۔ پادرسا کی ایپورلیا ضلع کان لکھتے ہیں۔ بہ مصداق دوا کی قوینج کا ایکدفعہ سخت دورہ ہوا میں نے چیمبرلین کی دوائی قوینج و ہیضہ و اسہال Chamberlains Colic, Cholera & Diarrhea Remedy کی ایک بوتل خرید کی اور دو خوراکیں استعمال کیں جسنے مجھے کامل شفا ہو گئی ہے پادری صاحب یہ لکھتے ہیں میرا ایک ہمسایہ جو گلی کی دوسری طرف رہتا تھا دردِ قوینج ایک ہفتہ تک بیمار رہا اُسنے دو تین یو تعلیم ڈاکٹر کے نسخے کی تین چار دن میں استعمال کیں۔ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور ڈاکٹر کو بلایا۔ جب اُسکے علاج سے بھی چند دنوں میں کچھ افاقہ نہ ہوا۔ تو اُسنے جواب دیدیا۔ دوسری صبح اُسے دیکھنے گیا۔ تو اُسنے کہا کہ انتڑیوں کی پیچیش سے میری حالت سخت نازک اور تکلیف دہ ہو رہی ہے۔ خون مروڑ ہر وقت جاری ہیں۔ میں نے اُس سے پوچھا۔ کہ تمنے چیمبرلین کی دوائی قوینج و ہیضہ و اسہال سے بھی استعمال کی ہے۔ اُسنے جواب دیا۔ کہ نہیں۔ یہ سنکر میں گھر سے اپنی بوتل لے گیا۔ اور اپنے ہاتھ سے ایک خوراک دی اور کہا کہ اگر اس سے افاقہ نہ ہو تو پندرہ بیس منٹ کے بعد دوسری خوراک پینا۔ لیکن اُسے پھر دوائی پینے کی ضرورت نہ پڑی ایک ہی خوراک سے بالکل چنگا بھلا ہو گیا۔

یہ دوائی شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی مال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے۔

وسیٹھ عبدالرحمن بچل اسمٰعیل صاحب وغیرہ وغیرہ اور صاحبوں نے بھی اس کار خیر میں نہایت کوشش کی ہے انکو خداوند کریم اجر عظیم عطا فرمائے دوسرے صاحبوں کو بھی ایسے نیک کام کرنے کی ہدایت فرماوے آمین ثم آمین۔ العاجز الراقم آپکا غایبانہ بھی خواہ عبدالشکور عبدالقادر وداگر پاچھ از مدراس۔

انگلستان کے مشہور ناولسٹ رنیلڈس کی مختصر سوانح عمری۔

یوں تو ہندوستان جنت نشان کی مبارک سرزمین داستان گوئی اور فسانہ نگاری میں ہمیشہ سے فردہی لیکن اس صنف میں تمام ضروری علوم وفنون سے قابل ملامت غفلت اختیار کرکے صرف قصص وحکایات پر ایسی توجہ ہوہی ہے کہ مغربی تعلیم کی دلکش آب وہوا نے مسئلہ تقدیر کو اگر کمزور نہ کردیا ہوتا تو لوگ یہی خیال کرتے کہ جسطرح انگلستان میں دستکاری فرانس میں آداب کے لحاظ۔ جرمنی میں فلسفہ۔ اٹلی میں نیچرل امریکا میں سائنس۔ یا ایشیائی خیالات کے موافق جسطرح ٹرکی میں حسن۔ یونان میں عقل ودانش افغانستان میں جہالت روز ازل سے مقدر ہے اوسیطرح ہندوستان کے نصیب میں قصہ کہانیاں ہی آئی ہیں۔ مہابھارت جو ہومر یونانی کے زمانہ سے بہت قبل لکھی گئی شاید قصص میں دنیا کی پہلی تصنیف ہے اور اس سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ غالباً داستان نگاری کے ایجاد کا فخر بھی ہندوستان کو حاصل ہے اگرچہ مہابھارت ہمارے ملک میں قصہ کی نظر سے نہیں دیکھی جاتی بلکہ مذہبی جوش اور حسن عقیدت سے اسکا مطالعہ ہوتا ہے اور فی الحقیقت اوسکے ذریعہ سے اخلاق وآداب فیضون سپاہ گری۔ اور انسانی ہمدردی کے متعلق نہایت مفید نتائج حاصل ہوسکتے ہیں۔ لیکن اس مقدس زمانہ میں (جبکہ مغربی تہذیب کے اثر سے ہمکو ہر خلاف قیاس دعوی کے تسلیم کرلینے میں تامل ہوتا ہے اور دل یہی چاہتا ہے کہ ہر عجیب واقعہ۔ گو وہ سچ ہی کیوں نہ ہو اور یہ ہماری عقل کا قصور ہو کہ ہم اوسکو غیر ممکن سمجھتے ہیں۔ اقلیدس کی شکلوں کیطرح ثابت ہوجائے) یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ مہابھارت پر کیا موقوف ہے۔ رامائن میکھ دوت رگھبنش شکنتلا وغیرہ وغیرہ سیکڑوں کتابیں قصص وحکایات کی ایسی نکلینگی جو آغاز سنہ عیسوی سے بہت قبل ہندوستان میں لکھی گئیں اور اوسوقت شائع ہوئیں جبکہ تمام مشرقی دنیا جہالت کی سخت تاریکی میں مبتلا تھی اور باستثنا ایک مختصر جزیرہ یونان کے تعلیم وتعلم کا چرچا دنیا کے کسی حصہ میں نہ تھا۔

غرض افسانہ نگاری ہندوستان کے خمیر میں داخل ہے اور اگر مورخانہ تحقیق کی کوشش کیجائے تو کوئی زمانہ ایسا دستیاب نہ ہوگا جس میں ہمارے ملک کے باشندے اپنے اس آبائی پیشہ سے غافل رہے ہوں۔

اگرچہ مغربی حملوں اور اسلامی فتوحات کے تیز جھونکوں سے ہندوستان کی تاریخ کا سنہرا ورق الٹ گیا صفحہ قرطاس پر خون کے بدنما دھبے نظر آنے لگے۔ تمام ملک کا شیرازہ بعیت پراگندہ ہوگیا اور جو علوم وفنون سالہا سال کی سخت محنتوں اور کوششوں کے بعد حاصل ہوئے تھے جاتے رہے لیکن قصہ کہانیوں کا شوق اوسوقت بھی نگیا۔

مسلمان ملک عرب کے سنسان اور ویران ریگستانوں کے رہنے والے آرام طلبی۔ کاہلی اور عیاشی کے نام سے ناواقف تھے۔ اور کچھ دنوں تک ہندوستان کی دلفریب دلچسپیاں انکو عیش وعشرت کی طرف مائل نہ کرسکیں کچھ دن یہیں رہنا اور روسیاہ نہ ہونا محال تھا۔ یہ بھی عیش وعشرت میں گرفتار ہوئے اور انکی دلچسپی کے لئے نئی نئی داستانیں تیار کی گئیں جن میں سے داستان امیر حمزہ اب تک قصہ خوانوں کی زبان پر ہے۔ جس طرح شاعر کا کلام عالم پیری میں جوان ہوتا ہے اوسی طرح محمد شاہ رنگیلے کے عہد میں جب سلطنت دہلی کا اقبال آفتاب لب بام ہورہا تھا اور بہت جلد وہ وقت آنیوالا تھا کہ ہندوستان اور اسکے باشندوں کی پولیٹکل اور سوشل ترقی کا خاتمہ ہوجائے ایک شخص دستار فضیلت کو اوتار کر افسانہ نگاروں کے میدان میں آیا اور اٹھارہ ضخیم جلدوں میں وہ کتاب لکھ گیا جو اپنے طرز میں بے نظیر تھی۔ جسکا مثل نہ ہندوستان میں کبھی ہوا تھا اور نہ اوسکا جواب آئندہ ہونے کی امید ہے۔

یہ شخص میر تقی خیال تھا جسکی عجیب وغریب داستان بوستان خیال کی سیر ہزاروں نے کی ہوگی لیکن ایسا شخص کوئی اسوقت موجود نہیں ہے جو اس عالی دماغ مصنف کی مفصل سوانح عمری بتاسکے ہندوستان تو خیر قابل معافی ہے کیونکہ یہاں لائف لکھنے کا رواج ہی نہ تھا لیکن حیرت ہے کہ انگلستان نے جو علمی دولت میں آج اپنے کو بیمثل سمجھا ہے اور جسکے یہاں ہر معمولی شخص کے حالات جو کچھ بھی دنیا میں نام حاصل کرلیتا ہے ایک مستقل رسالہ میں اکٹھے جمع کئے جاتے ہیں اپنے ایک سچے بہی خواہ اور ہمدرد نیفار کو جسکا کلام اسوقت ہندوستان کی تعلیم یافتہ جماعت میں بوستان خیال سے بھی زیادہ وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے صرف اس سبب سے فراموش کرنے کی کوشش کی کہ اوسنے انگریزی سوسائٹی کا بھدا پہلو دکھاکر نیک نتائج اخذ کرنا چاہے تھے۔ افسوس ہے کہ وہ قادر الکلام ناولسٹ جسکی تصانیف کی قدر کرنیوالے دنیا کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے ہیں اور جسکو ہندوستان نے اول درجہ کا افسانہ نگار تسلیم کرلیا ہو کس بیرسی کے تاریک پردہ میں نہاں ہے کہ کوئی اوسکا حال جان نہ سکے۔

انگلستان کے ناول نویسوں میں علاوہ سر والٹر اسکاٹ کے اگر کسی اور شخص کا کلام ایشیائی طبائع کے موافق آسکتا ہے تو وہ ایسا کنتہ بغض وتعصب کا ہے جسکی صرف ایک کتاب بوستان خیال کی تمام جلدوں سے حجم میں زیادہ ہے۔ یہ کہنا کہ ہندوستان نے اس ناولسٹ کے متعلق رائے قائم کرنے میں غلطی کی سراسر ناانصافی ہے کیونکہ ہمارے مرحوم ملک نے قرنہا قرن کی سخت جانفشانیوں کے بعد صرف افسانہ نگاری میں درجہ فضیلت حاصل کیا ہے (کم سے کم اب تو صرف یہی باقی ہے) اور اگر اس مسئلہ خاص میں بھی اوسکی رائے قابل قبول نہ تسلیم کیجائے تو بڑے شرم کی بات ہے۔

بہرحال ہندوستان کی رائے غلط ہو یا صحیح اسمیں شک نہیں کہ جارج ولیم میک آرتھر رنیلڈس کا کلام اس ملک میں ایک خاص وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اوسکی زندگی کے چند واقعات جو بہت تلاش اور کوشش سے یکجا کیے گئے ہیں اگر شائع کئے جائیں تو نہایت شوق اور دلچسپی سے پڑھے جائینگے۔

یہ ناولسٹ ۲۳ جولائی ۱۸۱۴ء کو بمقام سینڈوچ پیدا ہوا چونکہ اسکا باپ جارج رنیلڈ بادشاہ انگلستان کی بحری فوج میں کپتان تھا اسلئے یہ بھی کچھ دنوں اشفرڈ کی ابتدائی مدرسہ میں تعلیم پاکر ۱۲ فروری ۱۸۳۸ء کو سینڈ ہرسٹ کی فوجی کالج میں قواعد سیکھنے کے لیے بھرتی ہوا لیکن یہ ملک قلم کا بادشاہ جبر وظلم سے بزور شمشیر خلقت کو تنگ کرنے نہیں آیا تھا۔ بلکہ اسکو اپنے قلم کے زور سے خلق اللہ کے قلوب کو مسخر کرنا اور تمام تعلیم یافتہ دنیا میں اپنے نام کا سکہ چلانا تھا اسلئے ۱۸۳۳ء میں کویہ کالج سے الگ ہوگیا اور اپنی تمام عمر گویا کہ اوس مہم عظیم کے لئے وقف کردی جسکے لئے کارکنان قضا وقدر نے اوسکو منتخب کرکے بھیجا تھا۔

کالج سے نکلکر اسنے یورپ کا سفر کیا۔ اور فرانس۔ جرمنی۔ اٹلی۔ سوئٹزرلینڈ۔ اسپین۔ ٹرکی وغیرہ میں سیر وسیاحت کرتا رہا۔ خصوصاً فرانس میں اوسنے زیادہ قیام کیا اور یہاں کے اخلاق آداب سطرز معاشرت تحریر وتقریر کا بحیثیت ایک ناولسٹ اور بحیثیت ایک لیٹیشین کے اوسپر بہت جن لوگوں نے رنیلڈس کے تصنیفات کو بغور پڑھا ہے وہ بتاسکتے ہیں کہ یورپ کی دلفریب سیریں

جون اور جولائی کے مہینوں میں ہمارے بچے کے دانت نکل رہے تھے۔ جس سے اسے بہال جاری ہوگیا تھا۔ اور معدہ میں خرابی پڑگئی ہے۔ دن میں سے پانچ سے لیکر آٹھ مرتبہ تک اجابت ہوتی ہمارے گھر میں چیمبرلین کی دوائی قے وہیضہ واسہال Chamberlains Colic, Cholera & Diarrhea Remedy موجود تھی اسمیں سے تین چار قطرے بچہ کو پلادیئے جس سے اسے فی الفور آرام ہوگیا۔ راقم اوپی ایم۔ ہال سڈی سال ڈینگ ضلع انڈیانا۔

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

میرا بچہ مرض اسہال سے سخت بیمار ہوگیا۔ ڈاکٹر کے معالجہ سے اسے کچھ افاقہ نہ ہوا بطور آخری تدبیر ہمنے چیمبرلین کی دوائی واسہال وقے Chamberlains Colic, Cholera & Diarrhea Remedy کا استعمال کیا اور اس سے یکلخت کامل شفا ہوگئی

راقم جے۔ رائچ۔ وڈکسا۔ ساکن دلیہ ضلع ارگیان

یہ دوائی شیخ فیروزالدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

انعام

پیغمبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مفصل سوانح عمری شبلی نعمانی کی جلد دوم (مولانا شبلی طرز تحریر پر بہت کچھ تنقید) حسن بیان طرز تحریر کی نسبت کچھ کہنا تحصیل حاصل ہے۔ ہندوستان کی تمام مذہبی درسگاہوں میں داخل ہے۔ ہر مسلمان کے گھر میں موجود ہے۔ ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیئے۔ قیمت مجلد روپیہ ڈاک خرچ علیحدہ۔ ملنے کا پتہ مینیجر وکیل امرتسر۔

وہ اس صراحت سے بیان کرتا ہے کہ آنکھوں کے سامنے تصویر پھر جاتی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عالم شباب کی سیر و سیاحت اوسنے ضائع نہیں کی۔

اوسکا پہلا ناول پیرلیسایڈ (قتل پدر) ۱۸۳۵ء میں شائع ہوا جب اوسکی عمر صرف اکیس برس کی تھی یہ ناول اگرچہ فاسٹ اور مسٹریز وغیرہ کے مقابلے میں ہیچ ہے اور بالکل لڑکپن کا کلام معلوم ہوتا ہے لیکن اوسکے بعض فقرے خصوصاً جہاں اوسنے انگلستان کو روسا کی برائی کی ہے یا انگریزی ناچ کو ہنسا ہے ایسے دور اندیش کی آئندہ کیسی عظمت کا پتہ دیتے ہیں اسی زمانہ میں اوسنے چند فرانسیسی کتابوں کا ترجمہ کیا اور فرانس کے علماء و ادبا سے اپنی واقفیت ظاہر کرنے کے لئے فرنچ لیٹریچر پر دو جلدوں میں ایک بسیط مضمون لکھا جو ۱۸۳۹ء میں شائع ہوا اور تمام انگلستان نیز فرانس میں ایک خاص عزت کی نظر سے دیکھا گیا۔

۱۸۴۶ء میں اوسنے "لندن جنرل" کی اڈیٹری قبول کی اور اپنی مشہور کتاب "مسٹریز آف لندن" کا سلسلہ چھاپنا شروع کیا جسنے ایک مدت تک تمام انگلستان کو محو حیرت رکھا۔ ۱۸۴۶ء سے ۱۸۴۹ء تک رینولڈ نے خود ایک اخبار نکالا جو بائیس برس تک شائع ہوتا رہا۔ اس اخبار کی بہت قدر ہوئی اور اسکے خریداروں کی فہرست برابر بڑھتی گئی یہاں تک کہ کثرت کاروبار سے رینلڈ کو خود ہی اوسکی اشاعت موقوف کرنا پڑی۔

۱۸۴۰ء سے رینلڈ نے پالٹکس (انتظام سلطنت) کیطرف توجہ شروع کی اور کچھ عرصہ تک "لندن ڈسپاچ" کی "خارجہ خبروں" کا اڈیٹر رہا۔ وہ اپنی رائے نہایت سچائی اور ایمانداری سے بغاوت فرانس کے موافق ظاہر کرتا تھا خصوصاً لوئی فلپ بادشاہ فرانس پر اوسکے حملے بہت سخت ہوتے تھے۔ مگر چونکہ اسی اخبار کے دوسرے کالموں میں اوسکی رائے سے مصلحتاً خلاف ظاہر کیا جاتا تھا اسلئے شروع ۱۸۴۸ء میں اوسنے اپنا تعلق یہانسے قطع کر دیا اور اسی سال پہلی بار اپنے کو دنیا کے سامنے حیثیت ایک "ملکی رہنما" کے پیش کیا۔ ۶ مارچ ۱۸۴۸ء کو ٹمپل فیلڈ میں ایک جلسہ اس غرض سے ہونیوالا تھا کہ گورنمنٹ سے اہم شکایتوں کی موقوفی کی استدعا کرے اور بغاوت فرانس سے جو اس زمانہ میں بہت ترقی پر تھی اپنی ہمدردی

اگرچہ گورنمنٹ نے اس جلسہ کو خلاف قانون قرار دیا لیکن باہم جلسہ منعقد ہوا اور ہمارا ہیرو اس کا پریسیڈنٹ بنایا گیا۔ رینلڈس نے وہ غضب کی تقریر کی کہ تمام مجلس کو ہلا دیا اور ہر شخص اوسکا ہمزبان ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ اس سپیچ نے ہمارے ناولسٹ کو ایسا ہر دلعزیز بنا دیا کہ واپسی کے وقت اوسکے مکان تک ہزاروں آدمیوں کا غول ہمراہ تھا جو برابر رینلڈ! رینلڈ! کا نعرہ مارتا جاتا تھا۔

۱۳ مارچ کو کنسنگٹن کامن میں بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور یہاں بھی رینلڈ ہی پریسیڈنٹ تھا۔ ۱۰ اپریل کو جان اسٹریٹ انسٹیٹیوشن میں تمام انگلستان کیطرف سے بغاوت فرانس سے ہمدردی ظاہر کرنے کے لئے ایک قومی جلسہ ہوا جسمیں رینلڈ صوبہ ڈربی کی طرف سے وکیل تھا پہلی مجلس میں یہ بالکل خاموش رہا۔ مگر دوسرے دن اوسنے نہایت فصاحت و بلاغت سے تقریر کی اور گورنمنٹ سے معاملات کی یکسوئی چاہنے میں تصویب کرنے اور ملکہ معظمہ کے سامنے ایک قومی پیٹیشن پیش کئے جانے سے قطعاً اختلاف کر کے یہ رائے پیش کی کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست کو منظور نہ کرے تو یہی پیپلز نیشنل جلسہ جو اسوقت موجود ہے اپنے کو مستقل قرار دے اور حکم کر دے کہ جو اس جلسہ کی رائے ہو وہی قانون ہے۔

یہ اوسکی زبان کا اثر اور اوسکے بیان کا جادو تھا۔ کہ ان ہزاروں آدمیوں میں سے جو اس جلسہ میں موجود تھے کوئی بھی اوسکی تجویز سے اختلاف کرنیکی جرأت نہ کر سکا اور فوراً یہ طے ہو گیا کہ پارلیمنٹ اگر ہماری درخواست نامنظور کریگی تو یہی قومی مجلس سلطنت انگلستان کا انتظام کرے گی۔

اس قومی جلسہ کا جو نتیجہ ہوا وہ تاریخ انگلستان کو پڑھنے والے خوب جانتے ہونگے اور وہ بتا سکتے ہیں کہ پارلیمنٹ کو اس شورش کے فرو کرنے کے لئے کس قدر فوجی قوت سے کام لینا پڑا لیکن رینلڈ بوجہ کثرت مشاغل علمی کے کچھ عرصہ کے بعد اس سے الگ ہو گیا اور اگرچہ ۱۸۵۶ء تک اس قسم کے جلسوں کی ہی گئی ہے شریک ہوتا رہا مگر کبھی دوبارہ ایسی بغاوت آمیز سپیچ اوسنے نہیں دی اوسکی عمر کا آخری حصہ بالکل اخبار نویسی میں صرف ہوا۔ اوسنے ایک اخبار "ملکی معلم" نکالا تھا جسکی تعداد اشاعت ۳۰ ہزار ہفتہ وار تھی لیکن ۱۸۵۰ء میں اس پرچہ میں بند کر کے "رینلڈس ویکلی نیوز پیپر" (رینلڈ کا ہفتہ وار اخبار) جاری کیا جسکا پہلا پرچہ ۵ مئی ۱۸۵۰ء کو بروز یکشنبہ نکلا اور دفعۃً تمام انگلستان میں مشتہر ہو گیا رینلڈ نے اپنی بقیہ عمر اسی اخبار کے نذر کر دی اور سوا اسکے صفحوں کے اور کسی ذریعہ سے پبلک کے سامنے نہیں آیا۔

یہ جہاندیدہ پالیٹیشین اور رنگین مزاج ناولسٹ ۶۵ برس کی عمر پا کر ۱۷ جون ۱۸۷۹ء کو اس طرح فانی سے کوچ کر گیا۔

اور وہ ہر دلعزیز نام چھوڑ گیا جسپر اگرچہ لوگوں نے لاکھ خاک ڈالنے کی کوشش کی مگر مشکل نا تھا زیر دامان کیطرح اسکی مہک سیکڑوں پہاڑوں اور دریاؤں کو طے کرتی ہوئی ہندوستان تک پہونچی اور یہاں کے ہر تعلیم یافتہ نوجوان کو اس مظلوم ناولسٹ کا ایسا ہمخیال ایسا ہمزبان ایسا ہمدرد بنا لیا کہ ہر تہ قفس اوسکا دم بھرتا ہے اور اوسکی مستقل یادگار دنیا میں قائم کرنے اور اوسکے مخالفین کا جواب دینے کے لئے تیار ہے۔

ہل جوہر کی وطن میں نہیں قیمت ہرگز ✦ قدر جب ہوتی ہے جب لعل یمن سے نکلے

افسوس ہے کہ انگلستان نے اس دور بے بہا کی ایسی بیقدری کی کہ آج نہ اسکے اخلاق اور عادات کا پتہ چلتا ہے اور نہ اوسکی تصانیف کی مفصل فہرست دستیاب ہوتی ہے ابھی اس لائق فلاسفر کو رحلت کیے ہوئے صرف بیس ہی برس ہوئے ہیں اور ہزاروں آدمی انگلستان میں ایسے موجود ہونگے جنہوں نے اوس سے ملاقات کی ہوگی اوسکی صحبت کو لطف اوٹھائے ہوئے ہونگے اور اوسکے پاس بیٹھکر فیض حاصل کیا ہوگا۔ لیکن غریب نیٹو کو کون بتائے۔ افسوس ہماری قوم کے نوجوان جو ولایت کا سفر کرتے ہیں وہ عیش و عشرت میں ایسے غرق ہو جاتے ہیں کہ اونکو دنیا اور مافیہا کی خبر نہیں رہتی ورنہ ہم امید کرتے ہیں کہ شاید انہیں میں سے کوئی شخص رینلڈ کی مفصل سوانح عمری لکھیگا مگر یہ خیال ست و محال ست وجنون۔ نیشنل سائکلو پیڈیا میں رینلڈ کے چند ناولوں کے نام بقید سنہ لکھے ہیں اور بجبوری اونہیں پر اکتفا کی جاتی ہے۔

۱۔ پیرلیسایڈ (قتل پدر) ۱۸۳۵ء۔ ۲۔ پکوک ابراڈ ۔ ۱۸۳۸ء۔ ۳۔ رابرٹ میکیر (قزاق) ۱۸۳۹ء
۴۔ الفریڈ۔ ۱۸۴۰ء۔ ۵۔ نیکرومنسر (الساحر) ۱۸۴۱ء۔ ۶۔ ہاؤس پلاٹ۔ ۱۸۴۲ء
۷۔ سیمسٹریس۔ (سوزن عشق) ۱۸۴۲ء۔ ۸۔ برانز اسٹیچو (بت روئین) ۱۸۴۲ء۔ ۹۔ لولڈ لندن (قدیم لندن کی رازداریاں) ۱۸۴۲ء۔ ۱۰۔ میری کوین آف اسکاٹ ۱۸۴۳ء۔ ۱۱۔ کنیسبری ہاؤس ۱۸۴۳ء
۱۲۔ ماسٹر ٹمو۔ تحریک کیس۔ (طلسمی فانوس) ۱۸۴۴ء۔ ۱۳۔ مسٹریز آف لندن ۱۸۴۶ء۔ ۱۴۔ ہاؤس (شیطان کا غلام) ۱۸۴۶ء۔ ۱۵۔ مسٹریز آف دی کورٹ آف لندن (دربار لندن کے سرار) ۱۸۵۰ء
۱۶۔ میری پرایس ۱۸۵۲ء۔ ۱۷۔ ایگنس ۱۸۵۲ء۔ ۱۸۔ ینگ ڈچس ۱۸۵۳ء۔ ۱۹۔ سوجرس و الیف ۱۸۵۳ء
۲۰۔ روز البرٹ ۱۸۵۴ء۔ ۲۱۔ جوزف ملٹ ۱۸۵۴ء۔ ۲۲۔ لوز آف حرم۔ (حرم سرا) ۱۸۵۵ء
۲۳۔ عمر (عمر پاشا) ۱۸۵۶ء۔ ۲۴۔ ایلن پرسی ۔ ۱۸۵۶ء۔ ۲۵۔ اپریس یو جلس بڈورڈ ۱۸۵۷ء

راقم۔ محمد امیر احمد علوی بی اے ۱۰ جولائی ۱۹۰۰ء (منقول از آزاد لکھنؤ)

حضرت سلطان المعظم کی نقرہ جبلی

۳۱ اگست ۱۹۰۰ء کا روز مبارک تمام اسلامی دنیا کے لئے عموماً اور کل ترکی قوم اور رعایائے عثمانیہ کے لئے خصوصاً ایک ایسا مبارک دن ہے جسکی قدر و قیمت باخبر مسلمان لوگوں سے پوچھئے۔ یہ ہمایوں روز وہی روز ہے جسدن اوبارکی شمشیر دیجور کو آفتاب اسلام نے بکلموں طور کے برج شرف میں نمودار ہوا۔ یہ یوم باسعاد وہی یوم ہے جب سے مکہ معظمہ کی گنبد خضرا اور بلاک کے دریائے زخار میں قریب قریب تھ نشین ہو کر پھر نکل آیا۔ کیوں حضرات آپ سمجھے وہ کون دن اور کیسا دن ہے۔ آئیے مجھسے سنئے اور گوش ہوش سے سنئے۔ آہا کیا مزے کی بات ہے اور کیسا روح افزا حلاوت بخش مژدہ ہے سبحان اللہ صل علی۔ یا معاشر المسلمین یہ وہی دن ہے جس دن آفتاب خلافت اسلامی امیر المومنین امام المسلمین آیت من ایات اللہ دولت کبریٰ نعمت عظمیٰ۔ ملہم بالغیب۔ فخر سلاطین عثمانیہ مولانا المعظم سیدی عبد الحمید خان ثانی الغازی طال اللہ عمرہ وزاد اللہ اقبالہ واجلالہ مطلع تخت عثمانیہ و برج مسند اسلامیہ میں ہزار دن جاہ و جلال کے ساتھ طلوع ہوا۔ یوں تو یہ مبارک ساعت ہر سال آتی ہے اور خشک دلوں کو بھی تر و تازہ کر جاتی اور گلستان خزاں رسیدہ میں بہار کو رنگ پیدا کر دیتی ہے مگر اس سال ایک قرن صغیر جو پچیس برس کا تھا ختم کر کے عروج اقبال پر نمودار ہوگی اور اپنی آثار سعادت کو پوری طور پر دکھلائے گی اور تمام عثمانیہ قوم عید جلوس بہت بڑی شان و اہتمام سے منائیگی لہذا تمام محبان دولت عثمانیہ اور بہی خواہان ملت اسلامیہ پر واجب ہے کہ وہ بھی اس عید ہمایونی کی تیاری کریں

ہندوستان کی خبریں

قیصر جرمنی نے فوجکو چین کیطرف روانہ کرتے وقت گذشتہ ہفتہ میں جو تقریر کی تھی اوسپر اکثر یورپین اخبارات نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ اور اُسے مسیحی تعلیم اور اقتضائے تہذیب کے منافی قرار دیا تھا۔ لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہی اخبار ایسے افعال پر جنکی قیصر نے سفارش کی تھی۔ کوئی سرزنش نہیں کرتے۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارکاب کو بیجا نہیں سمجھتے۔ اور صرف اس لیے خفا ہوئے ہیں کہ قیصر نے زبان سے اوکا کیوں اعتراف کیا۔ تاکو کے قلعوں کی فتح کے مفصل حالات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ روسیوں نے زخمی چینیوں کو اپنی رائفلوں کے کندوں سے ہلاک کر دیا تھا۔ اس سے بڑھکر کوئی وحشیانہ حرکت نہیں ہو سکتی۔ مگر کسی یورپین اخبار نے اسپر مطلقاً ناراضگی ظاہر نہیں کی نہایہ کمال یہ ہے کہ جو روسی سپاہ اس حرکت کی مرتکب ہوئی۔ وہ اوس روسی فسر کے ماتحت تھی جسنے مجاہد جاپان و چین میں جاپانی سپاہ کی ایک ایسی کارروائی پر جاپانیوں کو سخت مطعون کیا تھا۔

انگلستان سے جنوبی افریقہ کے محاربہ کی وجہ سے میگزین رائفلیں جلد وصول نہیں ہو سکیں۔ ہندوستانی فوج میں سے ۴۱ ہزار ایسی ہے۔ جو کسی بڑی طاقت سے لڑائی شروع ہونے پر سب سے اول میدان جنگ کو بھیجی جائے گی۔ اور ہیکو سب سے اول یکم اپریل ۱۹۰۰ء تک نئی رائفل سے مسلح کرنیکا ارادہ ہے۔ گورہ فوج کے لیئے بیس ہزار زائد رائفلیں یہاں کے گوداموں میں جمع تھیں۔ سردست وہ دیسی فوج میں تقسیم کیگئی ہیں۔ اسطرح کل ۶۱ ہزار رائفلیں سردست مطلوب ہیں۔ دس ہزار عنقریب ہی پہونچا چاہتی ہیں۔ بعدازاں ہر ہفتہ ایک ہزار رائفلیں اور سوقراہین پہونچتی رہینگی۔

گورنمنٹ ہند نے چین کے میدان جنگ کے لئے چار لاکھ ہزار روپیہ کے عوض کلکتہ کے ایک یورپین کارخانہ آہنگری سے پانچ میل لمبی دو فیٹ چوڑی پٹری کی لائن کے لیے ریلیں مع دیگر سامان اور ایک سو گاڑیاں خرید کی ہیں۔ چینی وستہ کے عملہ صفائی کے لئے ۵۰۰ بھنگی ۴۵ بیلدار۔ تیس بہشتی۔ اور ساٹھ گاڑیاں مع بیلوں اور بھنگی گاڑی بانوں کے بھیجی گئی ہیں۔

۱۸۹۶ء میں انگریزی جنگی جہاز نے خلیج فارس میں ایک انگریز تاجر کے جو اسلحہ ضبط کئے تھے۔ وہ ۱۰ نگین کی عدالت اپیل سے مالک کو واپس ملگئے ہیں۔ اوسکی دکان کی شاخیں مسقط۔ بوشہر اور کویت میں موجود ہیں۔ ضبط شدہ بندوقیں واگذار ہوتی ہی ہاتھوں ہاتھ ان علاقوں میں فروخت ہوگئیں۔ اوسکی قیمت ایک لاکھ روپیہ بتائی جاتی ہے۔ یہ رائفلیں ترکی اور ایرانی حکومت کے حق میں بہت آزاردہ ثابت ہونگی۔ ایران میں بلوچ اور عرب قبائل نے جنکے پاس اب بھی کچھ کم رائفلیں نہیں پہلے ہی عجب طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ بوشہر کے محکمہ پرمٹ کا اعلیٰ افسر شاہ نے ایک بلجین نفر کیا ہے۔ جو ناجائز تجارت کا سختی سے انتظام کر رہا ہے۔ جس سے ناراض ہو کر بوشہر کے تاجر اوسکی موقوفی کے لئے تار پر تار شاہ کی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں۔ یہ عام افواہ ہے کہ بلجین مذکور روسی گورنمنٹ کا گماشتہ ہے۔ اس شخص کو ایرانی حکومت نے چند معاون کا بھی اجارہ عطا کیا ہے جنکے لئے وہ بیش کلیں خریدنے کو آئیگا۔ طہران کے قریب تین ہزار روسی سپاہی ملکی لباس میں ریلوے لائین پر کام کر رہے ہیں۔ جو انگلستان سے اس نواح میں کسیطرح کی رنجش ہو جانے کی صورت میں فوراً وردی پہن اور رائفلیں لیکر جسطرف حکم ہو چلدینے کو فی الفور تیار ہو سکتے ہیں۔ افسر مذکور کی برخلافیٹی کی ایرانی تاجروں نے بھی پیرس شاہ اور وزیر اعظم کے پاس تار بھیجے۔ جواب آیا۔

گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ میدان جنگ میں ہر پلٹن کے ساتھ راشن اٹھانے کے لئے زائد جانور رہکر جائیں۔ تاکہ اگر کسی چھوٹے سے دستہ کو فی الفور کہیں بھیجنا پڑے تو سپاہیوں کے لئے دو تین دنکا راشن ان جانوروں پر ساتھ بھیجا جائے۔ ابتک ایسے موقعہ پر سپاہی صرف اپنی جیبوں میں ایک دن کا راشن ساتھ لیجاتے تھے۔ مگر بعض اوقات وہ تین چار دن تک واپس نہ آسکتے تھے۔ اور یہ عرصہ انکو بھوکا رہنا پڑتا تھا۔ جسم تیراہ میں درگائی کی پہاڑی کو پہلی دفعہ فتح کر کے صرف اسی لئے چھوڑا گیا تھا کہ سپاہیوں کے پاس راشن نہ تھا۔ اور دوبارا حملہ کے وقت بہت نقصان اٹھانا پڑا۔

مدارس ریلوے لائن پر سیلم کے قریب کسی بدمعاش نے مال ٹرین کو گرانے کے لئے ریلوں کے جوڑ اکھاڑ دیئے مگر ڈرائیور نے ٹرین کو بروقت روک لیا۔ مجرم کی تلاش ہو رہی ہے۔

گورنمنٹ ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ ولایت کیطرح ہندوستان میں گورہ سپاہی اپنے ہاتھ سے کھانا پکایا کریں۔ دیسی باورچی موقوف کر دیئے جائینگے۔ اس قاعدہ کی تعمیل اول پہاڑی سٹیشنوں کی فوج سے یکم جنوری ۱۹۰۱ء سے شروع ہوگی۔ اور میدانی مقامات میں موسم سرما میں اس حکم کی تعمیل ہوا کرے گی

نوجوان نواب صاحب بہاول پور مع اتالیق صاحبان جنوبی ہندوستان کی سیر کو گئے ہیں۔ نواب صاحب ریاستی کاروبار میں قابل تعریف دلچسپی اور توجہ کے ساتھ ابھی سے حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔

تعزیری پولس کانپور میں قائم ہوئے عرصہ گذرا اب سنا ہے تجویز ہے سوائے یورپین پارسیوں عورتوں بچوں اور بنگالیوں کے ہر باشندہ کانپور کی آمدنی پر ٹیکس بحساب ۱/۲ فیصدی یعنے فی روپیہ دو پیسہ تعزیری پولس کے غرضے باندھا جائیگا اس خبر سے کانپور میں دہشت پیدا ہوئی ہے اور ہر ایک شخص پریشانی میں ہے۔ کہ امیر و غریب متمول و فاقہ کش بدمعاش و نیک معاش سب ایک ہی لاٹھی سے ہانکے جاوینگے۔

تاریخ مرہٹہ سلطنت۔ آنریبل مسٹر ایم جی راناڈے صاحب نے ہائیکورٹ سے دو ماہ کی رخصت کسی آرام کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ ایک جدید تصنیف کو ختام پر پہونچانے کے لیئے۔ اب تو زمانہ اسکا ہے کہ مسٹر راناڈے بالکل ملازمت سے کنارہ کشی کریں اور اپنا تمام وقت اپنے ملک کے تذکرے میں صرف کریں۔ اوسکی تاریخ۔ مرہٹہ سلطنت پڑھکر دو باتوں کا انسان کی زندگی پر اثر ہوتا ہے (۱) یہ کہ سلطنت مرہٹہ اتفاقیہ مختلف اسباب کے اجتماع سے نہیں پیدا ہوئی تھی بلکہ اصلی کوشش سے جو ایک جزو ہندو قوم کے جان سے اس لئے نہیں بہتی آزادی حاصل کرے بلکہ وہ بات حاصل کرے جسکی اوس کی پیشتر کوشش نہیں کی گئی تھی۔ یعنے ملکی ہمدردی کے اصول پر مختلف ریاستیں قائم ہوں۔ دوسرے جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی وہ نتیجہ تھی اوس عام ترقی کی خواہش کا جو دوسل۔ مذہبی اور پولیٹیکل معاملات میں مختلف گروہ رعایا میں پیدا ہوئی تھی سلطنت کی تباہی کے اسباب بھی سوائے باہمی نااتفاقی کے اور کچھ نہیں ہوئے مسٹر راناڈے کی تصنیف استقابل ہے کہ دیسی زبانوں میں ترجمہ ہو اور بقول مصنف تاریخ مرہٹہ کی نسبت جو غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں وہ دور ہوں۔

جوار سے ربڑ۔ امسال امریکہ نے جوار سے ربڑ تیار کیا ہے۔ اور تجربہ کو کامیابی ہوئی ہے۔ ہندوستان کے لئے یہ میدان خالی ہے۔ کیا چند نوجوان یہاں سے امریکہ کو نہیں بھیجے جا سکتے کہ وہاں سے یہ بندنے کی ترکیب سیکھ آویں اور لکھوکھا روپیہ کا خود منافع حاصل کریں اور غیر ملک سے ربڑ کی آمد بند کریں۔ محکمہ زراعت امریکہ ہر قسم کی معلومات ہمارے زمینداران کو بہم پہونچانے کے لئے تیار ہے۔

ہندوستان میں ماہ جون ایک کروڑ ۲۶ لاکھ ۴۷ ہزار روپیہ مالیت کا سونا اور ۳۲ لاکھ ۸۶ ہزار روپیہ کی چاندی ممالک غیر سے آئی اور ۱۹ لاکھ ۱۳ ہزار کا سونا اور ۱۴ لاکھ ۲۷ ہزار کی چاندی باہر گئی

پنجاب اور گجرات کا ہٹیاواریں اس ہفتہ بھی بڑی بارش ہوئی ہے۔ لاہور و امرتسر میں چند مکانات کے گرنے سے کئی جانوروں کا نقصان ہوا۔ امرتسر میں ابھی تک ہیضہ کی چھٹپٹ چلی جاتی ہے۔

دہلی میں بہرت دہرم مہامنڈل کا جلسہ ختم ہو گیا ہے ۸ اگست کی شام کو ایک لاکھ ہندو کے جلوس کے ساتھ وید مقدس کو پنڈال میں جا کر رکھا گیا۔ مہاراجہ دربھنگہ اور دیگر معززین اندر داخل پانچ منٹ جلوس کے ساتھ گئے۔ اس مذہبی جلسہ میں چند ریزولیوشن پاس کئے ہیں جنمیں سے بعض ایسے ہیں کہ ملکی زبان اردو کے حامیوں نے ابھی سے اگر پنجاب میں اوسکی حفاظت کا انتظام شروع نہ کیا تو وہ فانگبا نہایت نتیجہ خیز ثابت ہونگے۔ ریزولیوشن حسب ذیل ہیں:۔

(۱) ملکہ معظمہ کے جارک جوبلی حکومت اور اوسکی ظل عاطفت میں جو آزادی اور امان حاصل ہے اوسپر خدا کا شکریہ

اسلامی خبریں

فہرست زر چندہ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ جو دفتر اخبار وکیل میں موصول ہوا

میزان مندرجہ اخبار وکیل مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۰۹ء ۳۵۱ ر ۱۲

منشی عبدالعلی خانصاحب ورسیر بلک ورکس ڈیپارٹمنٹ ریاست گوالیار مقام امباہ ... ... ۵ ر

میزان کل (۳۵۶ ر ۱۲)

حجاز ریلوے لائن کے متعلق ہندو مصر ہندوستانی لکھتا ہے:- یہ قدرتی امر ہے کہ ہندوستان ہی بکثرت روپیہ حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے لیئے دیا جائے اور سلطان ٹرکی کا شکریہ ادا کیا جاوے۔ کہ اونکو ہندوستان کی مسلمان آبادی کی آرام و راحت سفر اور نیز مکہ مدینہ کی تجارت کے فروغ کا خیال ہوا۔ کہ ریلوے کی تعمیر میں دلچسپی ظاہر کر رہے ہیں اور گورنمنٹ ہند کیطرح کسی کمپنی سے منافع کی ذمہ واری نہ کرکے ایک سلسلہ عام اسلامی چندہ سے قائم کر رہے ہیں کہ اخراجات کاروبار کسی طرح سے سلطنت کے خزانہ پر نہ پڑے ابتک جسقدر چندے ٹرکی میں ہوئے اور جو کچھ روپیہ ہندوستان سے امداد میں گیا اونمیں سب سے بہترین اور مسلمانوں کو فائدہ بخش یہ تحریک ثابت ہوگی۔ صرف مذہبی فرائض کی ادائی میں آسانی نہ ہوگی بلکہ تجارت کو فروغ ہوگا۔ چندہ میں شرکت لازمی ہے صرف اسقدر خیال رہنا چاہئے کہ ہندوستان میں چندہ جمع کرنیوالے معقول اصحاب ہوں اور چندہ سلطان ٹرکی تک بہم پہنچ جائے۔

فارسی کی زندگی بچ رہی ہے بہی خواہان ملک کو مژدہ ہو کہ نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ایجوکیشنل کانفرنس پنجاب کی اس تجویز کو کہ اینگلو ورنیکولر مدارس کی پرائمری جماعتوں سے فارسی کو خارج کر دیا جائے۔ اپنے قبل نشین سر ڈینیس فٹز پٹرک کیطرح قطعاً مسترد کرکے تحریر فرمایا ہے کہ اس تجویز سے مسلمانوں میں عام تشویش پھیلگئی تھی۔ اور کہ فارسی سے باشندگان صوبہ ایسے مانوس ہیں کہ ادنے جماعتوں کی تعلیم سے اوسے خارج کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ ڈاکٹر مسائم صاحب بہادر ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور مسٹر بیل نے کانفرنس کے اجلاس میں اور بعد ازاں فارسی کی چوپر زور حمایت کی اوسکے لئے تمام مسلمان اور منصف مزاج ہندو اونکے تہ دلسے ممنون ہیں۔ سررشتہ تعلیم کے ایسے تجربہ کار افسروں کی مخالفت کے علی الرغم ایسی مضر تجویز کا کانفرنس سے مکرر پاس ہو جانا باغلب وجہ گورنمنٹ کو اس امر کی اصلاح کیطرف متوجہ کئے بغیر نہیں رہیگا۔ کہ کانفرنس میں ہر فریق کے ممبروں کی مناسب تعداد رکھنے سے آیندہ کے لئے ناواجب فیصلوں اور تجویزوں کی منظوری کا انسداد کیا جائے۔ مسلمانان لاہور و دیگر مقامات نے عام جلسے کرکے نواب ممدوح کا شکریہ ادا کیا ہے۔

نواب محسن الملک مولوی مہدی علیخان صاحب ۱۵ کی شام کو علیگڈھ سے لکھنو روانہ ہوئے تمام معززین شہر اور بیرونجات کے مقتدر اصحاب جو بغرض شرکت کانفرنس لکھنو گئے ہیں استقبال کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔ ایسی گرم جوشی اور دھوم دھام سے گذشتہ چند برسوں میں ملک کے اوس نواح میں شاید ہی کسیکا استقبال ہوا ہو۔ اردو ڈیفنس کانفرنس کی صدارت کی کرسی کو نواب ممدوح نے زینت بخشی۔ پنجاب کی اکثر انجمنوں کیطرف سے بھی وکلا شریک ہوئے۔

سر آنسٹونی میکڈانل نے بنارس کی تقریر میں کہا تھا۔ کہ ہمنے ۳۵۹ - اسامیوں میں سے ۱۷۷ مسلمانوں کو دیں۔ مگر اس مہربانی کے باوصف اونکے عہد میں مسلمانوں کی تعداد "بدقسمتی سے روبہ تنزل ہی رہی ہے۔ نواب ممدوح نے ۱۸۹۵ء میں جائزہ لیا۔ اسوقت ڈپٹی کلکٹر ۱۲۰ ہندو - ۹۲ مسلمان اور تحصیلدار ۱۱۶ ہندو - ۱۵۷ مسلمان تھے۔ اب جولائی ۱۹۰۹ء میں ڈپٹی کلکٹر ۱۲۹ ہندو - ۸۸ مسلمان اور تحصیلدار ۱۰۸ ہندو - اور ۱۳۱ مسلمان ہیں۔ اعلے جوڈیشل صیغہ میں وہ اس سے بھی زیادہ بری حالت میں ہیں

۱۸۹۵ء میں جج ہندو پانچ - مسلمان ۲ - سب جج ممالک مغربی شمالی میں ہندو ۱۶ مسلمان ۴ منصف ممالک مغربی شمالی میں ہندو ۵۵ مسلمان ۲۱ - سب جج اودھ میں ہندو ۸ مسلمان ۸ - منصف ہندو ۱۵ مسلمان ۱۲ تھے جولائی ۱۹۰۹ء میں جج ہندو ۹ - مسلمان ۴ سب جج (ممالک مغربی شمالی) ہندو ۲۱ مسلمان ۱۱ منصف (ممالک مغربی شمالی) ہندو ۶۲ - مسلمان ۱۴ سب جج (اودھ) ہندو ۱۰ مسلمان ۶ - اور منصف ہندو ۲۱ مسلمان ۹ ہیں۔ عملہ محکمہ جات ڈاک خانہ و تار و بارک ماسٹری و تعلیم میں تو مسلمان اعلے یا ادنے عہدہ دار و منشی تقریباً مفقود ہیں۔ یقین ہے کہ نواب ممدوح روانگی سے پہلے اس حیرت انگیز عدم مساوات کی اصلاح سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ممنون فرمانے سے دریغ نہیں کرینگے۔

علیگڈھ کالج کی رپورٹ بابت ۱۹۰۸-۱۹۰۹ء شائع ہوگئی ہے۔ اوسکے ابتدائی صفحات مسٹر بیک کی وفات کے افسوسناک واقعہ کے تذکرہ کی وجہ سے جسقدر رنجیدہ ہیں۔ ویسے ہی اوسکے آخری صفحات کالج کی مالی و علمی ترقی کے تذکرہ کی وجہ سے نہایت مسرت بخش ہیں۔ سال زیر بحث میں اندازہ سے تخمیناً ۵ ہزار روپیہ زیادہ آمدنی ہوئی۔ ۱۹۰۰-۱۹۰۱ء کے لئے ۸۶۸۱۳ کی آمدنی اور ۸۴۷۳۴ روپیہ کا خرچ اندازہ کیا گیا ہے۔ سر سید میموریل فنڈ نے بھی فنڈ مذکور کی دوسالہ کارروائی کی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس عرصہ میں ایک لاکھ ۱۷ ہزار کچھ سو روپیہ وصول ہوا جنمیں سے کالج کے قرضوں کو بیباق کرکے باقی ۶۳ ہزار روپیہ کے پرامیسری نوٹ خرید کئے گئے ہیں۔ نواب صاحب رام پور کے عطیہ کی نصف رقم ۲۵ ہزار بھی اس میزان میں شامل ہے

نواب سر احسن اللہ خان بہادر رئیس ڈھاکہ نے اپنی فیاضی کے دائرہ کو صوبہ بنگال کی حدود سے آگے بڑھاکر اب پہلی مرتبہ انجمن حمایت اسلام لاہور کو ایک ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے۔ اور آیندہ بھی مدد فرماتے رہنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ رقم نواب ممدوح کی دیگر فیاضیوں کے مقابلہ پر اگرچہ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ لیکن مذکورہ بالا وعدہ اس کمی کی کافی تلافی کر رہا ہے۔ یقین ہے کہ علیگڈھ کالج اور حجاز ریلوے فنڈ بھی نواب ممدوح کی عطا و سخاوت سے محروم نہیں رہینگے۔ لندن میں ایک انگریز خاتون نے ایک ہزار پونڈ اپنے قحط زدہ ہندوستانی بھائیوں کے لئے عطا کرکے ساتھ ہی یہ جوانمردی اور بے نظیر شرافت دکھائی کہ اپنا نام تک ظاہر نہیں کیا۔ غریبانہ پوشاک میں لارڈ میئر کے دفتر میں آئی۔ تا حصول اجازت آدھ گھنٹہ دفتر سے باہر بیٹھی رہی۔ اور جب اجازت ملی تو ایک پیکٹ سکرٹری فنڈ کے حوالہ کرکے فوراً نظروں سے غائب ہوگئی۔ محض انسانی تعلق کا اقتضا جب نیک دلوں سے ایسی جوانمردی کا اظہار کرا رہا ہے تو کیا قومی بہتری اور مذہبی حقوق کا اقتضا بھی مسلمان متمولوں کی فیاضی و سخاوت کو تحریک نہ لاسکیگا۔

بمبئی کے مشہور خوجہ رئیس اور سر سٹر عبداللہ مہر علی دہرسی مرحوم کی یادگار میں اونکے دوستوں نے چھ ہزار روپیہ یونیورسٹی کو دیا ہے۔ کہ اسکی آمدنی سے ہر سال ایک ایک برس کے لئے ایک وظیفہ ٹرل کے امتحان میں خوجہ قوم کے طلبا میں سے سب سے زیادہ نمبر پانیوالے کو دیا جائے۔ اور اگر ایسے طالب علم کو کوئی اور وظیفہ ملا ہے تو یہ وظیفہ اوس لڑکے کو دیا جائے۔ جو دوسرے نمبر پر ہو۔

رنگون میں نواب لفٹنٹ گورنر بہار نے پچھلے ہفتہ اسلامی زنانہ مدرسہ کا افتتاح کیا۔ جسے دلکے مشہور اولوالعزم سوداگر سیٹھ یوسف اسمٰعیل خان صاحب نے ۳۲ ہزار روپیہ کے خرچ سے تعمیر کراکر کل ماہوار خرچ اپنے ذمہ لیا ہے۔ چار مسلمان استانیاں دہلی سے منگوائی گئی ہیں۔ لڑکیوں کی تعداد پہلے دن ایک سو تھی۔

انگلو انڈین اخبار انڈین ڈیلی نیوز حجاز لائن کی تعمیر کو محض اسوجہ سے ایک خیالی تجویز بتاتا ہے کہ جس صورت میں بابجائی جدہ سے مکہ تک ریلوے نہیں بنا سکتا تو اسنی لمبی لائن کو جسپر دس پندرہ کرور روپیہ خرچ ہوگا کسطرح بنا سکیگا۔ مگر اس عقلمند کو شاید یہ معلوم نہیں کہ جدہ و مکہ کے درمیان روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ پولیٹیکل وجوہات سے ریل نہیں بنائی گئی۔ اور نہ شاید ابھی عرصہ دراز تک۔ جب تک کہ شام حجاز لائن خوب باقاعدگی اور عمدگی سے کام نہ دینے لگجائے بنائی جائے گی۔ اوسکی ہمدانی کا اندازہ اسی سے ہو رہا ہے کہ وہ پانچ چھ کرور کے خرچ کا تخمینہ دس پندرہ کرور روپیہ کر رہا ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ رقم مطلوبہ میں سے تیسرا حصہ صرف سلطنت عثمانیہ کے چند صوبوں کے غیور باشندوں نے

تار کی خبریں

لندن ۹۔ اگست۔ محاربۂ چین۔ ۱۶ ہزار متفقہ فوج نے تین دن کی مسلسل و جانگداز لڑائی کے بعد پٹ سانگ فتح کرلیا۔ چینی فوج کی تعداد تیس ہزار تھی۔ جو جدید ترین اسلحہ سے مسلح تھی اور خوب جی توڑ کر لڑی۔ اور صرف وسوقت پسپا ہوئی۔ جبکہ اُسکے توپخانہ کا حصہ کثیر بیکار ہوگیا۔ وہ کمال باقاعدگی سے پسپا ہوئے۔ متفقہ افواج زیادہ دور تک تعاقب نہ کرسکیں۔ چینیوں کے ۱۵ سو آدمی ضائع ہوئے۔ روسی دستہ کے پانسو۔ انگریزی ۵۶۔ جاپانی۔ امریکن اور جرمن دستوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا شنگہائی کے یورپین تاجر اس فیصلہ سے خوش نہیں ہوئے کہ شنگہای میں تین ہزار انگریزی فوج اتاریگئی اونکو خوف ہے کہ اس سے یہاں کے چینی بھی بگڑ جائیں گے۔ فرانس کہتا ہے کہ ہم بھی شنگہائی میں تین ہزار اتامی فوج اتارینگے۔

محاربہ ٹرانسوال۔ سازش عظیم۔ پری ٹوریا میں ایک آخری موقعہ پر ایک نہایت خوفناک بویر سازش کا راز معلوم ہوا۔ شہر کے بویر باشندوں نے سازش کی کہ ۷۔ اگست کی شام کو شہر میں جابجا آگ لگادیں اور جب انگریزی فوج اوسے فرو کرنے میں مصروف ہو۔ تو اوسکے افسروں کو گولیوں کا نشانہ بنادیں۔ اور لارڈ رابرٹس کو اٹھالیجائیں یا اُسے بھی گولی مار دیں۔ دس سازشی پکڑے گئے ہیں۔ باقی کی سخت نگرانی ہو رہی ہے۔ جن سبکا کورٹ مارشل ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ لارڈ رابرٹس کے نرم سلوک سے بویروں کو ایسی سازشوں کا موقعہ ملا اور حوصلہ ہوا۔ اب نہایت سختی کیجائے۔ مگر عام یقین ہے۔ کہ بویر سختی ہونے پر بھی اپنی عزم اور سرفروشی سے باز نہ آئیں گے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ سازش صرف پری ٹوریا میں ہی محدود نہیں بلکہ ٹرانسوال اور فری سٹیٹ کے جسقدر شہروں پر انگریز قابض ہوئے ہیں۔ وہانکے بویر باشندے اسیطرح کی نسبت رکھتی ہیں۔ اس سازش کے افشار سے کیپ کولونی کے ڈچ باشندوں میں سخت تشویش پھیلگئی ہے بویروں کی جاسوسی کا انتظام ایسا مکمل ہے کہ انگریزی صیغہ خبر رسانی اوسکے مقابلہ سے تقریباً عاجز ثابت ہوا ہے۔ پاؤنیر کا ولایتی نامہ نگار وسط جولائی کی معرکہ نٹرال سک سے ناراض ہوکر جسمیں پانسو انگریزی سپاہ پکڑی گئی تھی۔ لکھتا ہے کہ "عام خیال ہے کہ انگریزی فوج باوجود کثرت تعداد اسلئے کوئی کارنمایاں نہیں دیکھا سکتی۔ کہ اعلےٰ سے ادنےٰ تک کو باہم ایکدوسرے پر اعتبار نہیں رہگیا۔ اور ہر افسر کو یہ خطرہ ہر وقت پیش نظر رہتا ہے کہ شاید کل ہی مجھے کسی سابقہ کوتاہی کا ملزم قرار دیکر بیعزت نہ کردیا جائے۔ مزید برآں اکثر افسر اس امر سے ناراض ہیں کہ اونکے زعم میں لارڈ رابرٹس دوسروں کی حق تلفی کرکے اپنے دوستوں اور رفیقوں کو ترقی پر ترقی دیئے چلے جاتے ہیں"۔ بالآخر وہ اپنی رائے ان الفاظ پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ "بے تصہ مختصر جنوبی افریقہ کی انگریزی فوج کو ایسا کینہ نہیں کہا جاسکتا۔ جسکے افراد باہم خوشنود و رضامند ہوں"۔

لندن ۱۰۔ اگست۔ محاربہ چین۔ جرمن مارشل والڈرسی کی تقرری کا غالباً بیشتر سے اسمیں فیصلہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ سب دول نے اسے پسند کیا ہے۔ وہ ۲۱۔ اگست کو اٹلی کے کسی بندرگاہ سے روانہ ہوگا جرمنی سے وہاں تک ریل پر آئیگا۔ (اوسکی عمر ۶۰ برس کی ہے۔ اور جرمن سٹاف کا اعلےٰ افسر ہے۔ جنگ فرانس و پرشیا میں مولکی کے ساتھ رہا تھا۔ لڑائی سے پہلے وہ پیرس میں جرمن سفیر کے جنگی اتاشی تھا وکیل) بلجیم کا ایک جرنیل اپنی گورنمنٹ کی اجازت سے چین کے لئے ایک دستہ فوج مرتب کر رہا ہے۔ ٹینٹسن کے قریب ۵۔ اگست کو ایک لڑائی مقام سیکو میں ہوئی اور دوسری پٹ سانگ میں۔ ۵۔ کی لڑائی میں روسیوں کے پانسو۔ انگریزوں کے پچاس ضائع ہوئے۔ جرمن و جاپانی دستہ کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔

۱۱۔ اگست۔ علاقہ آمو میں روسیوں نے چینیوں کو پے در پے شکستیں دیکر ایک جرنیل اور کئی چینی افسر پکڑ لیے ہیں۔ پیکن کے سفارت خانوں میں آٹھ سو یورپین اور تین ہزار دیسی عیسائی موجود ہیں۔ ہندوستانی فوج غالباً ۱۲۔ کو شنگہائی میں جہازوں سے اتریگی۔ امریکہ نے چین کو الٹی میٹم نہیں بھیجا۔ البتہ یہ ضرور لکھا ہے کہ چینی فوج سفارت خانوں پر حملہ کرنیسے باز آکر باغیوں کے برخلاف متفقہ افواج کی مدد کرے۔ امریکن قونصل شنگہائی سے تار دیتا ہے۔ یہاں کثیر التعداد انگریزی فوج اتری ہے۔ تاجروں کو اندیشہ ہے کہ اس سے ہمارے چینی بھی بھڑک اوٹھینگے۔ تین ہزار اتامی فوج فرانس بھی اگلے ہفتہ وہاں اتارنیکا ارادہ رکھتا ہے۔ جرمنی نے بھی اپنے سوداگروں کو چین کی طرف اسلحہ بھیجنے کی ممانعت کردی ہے۔ روسی فوج نے قصبہ نوچنگ ۴۔ اگست کو فتح کرکے وہاں روسی نظم و نسق قائم کردیا ہے۔ (نوچنگ۔ بندر آرتھر اور پیکن کے درمیاں ہے۔ وکیل) انگریزی سفیر کا خصوصہ ۴۔ اگست موصول ہوا ہے۔ جسمیں وہ یورپین فوج کی حفاظت کے لئے پیکن چھوڑنے سے انکار کرتا ہے۔ دیگر سفراء نے بھی اسی مضمون کے خط بھیجے ہیں۔

۱۲۔ اگست۔ محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل ہمٹن کے نزدیک پہونچ جانے کی خبر سنکر بویر جرنیل مقام رسٹن برگ اور جرنیل بیٹین ہاول کا محاصرہ چھوڑ گیا۔ اور پیراستہ میں جنرل کیرنگٹن سے پہلو بچاکر۔ (جو رہوڈیسیا سے آئے ہیں) ایلانڈ دریا کی چوکی پر جا پڑا۔ اور تین سو انگریزی سپاہ کو اسیر کرلیا۔ (رسٹن برگ پریٹوریا سے بجانب غرب تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ وکیل) جنرل بُلر نے بتاریخ ۷۔ اگست بویر جنرل کرسچین بوتھا اور چار دیگر بویر کمانڈروں کو ایک مضبوط موقعہ سے نکالکر مقام امزفورٹ پر قبضہ کرلیا۔ ۱۰ کو۔ لارڈ متھوان نے جولارڈ کچنر کی مدد پر ہیں ۷۔ کو ڈی وٹ کی فوج کے کچھ حصہ کو دنٹر سکروں کے قریب شکست دی۔ پری ٹوریا کی معلوم شدہ سازش سے انگریزی فوج میں سخت غصہ پھیلگیا ہے۔ انگریزی سفیر اخبارات بویروں کی ایسی جسارتوں کو لارڈ رابرٹس کے نرم برتاؤ کا نتیجہ بتاتے ہیں۔ کل سازشی شہر کے باشندے ہیں۔ جو بے تعلق و خاموش رہنے کی حلف اٹھا چکے تھے۔ مجرموں کی تحقیقات کورٹ مارشل کے (دیکھئے ہوئے)

۱۳۔ اگست۔ محاربہ چین۔ شنگہائی میں انگریزی فوج کے اترنے کو دوسری طاقتیں سخت رشک کی نظر سے دیکھ رہی ہیں۔ پٹ سانگ کے معرکہ میں دو سو جاپانی قتل و زخمی ہوئے۔ ہانگ کانگ سے دو ہندوستانی پلٹنیں ۱۰۔ اگست کو شنگہائی کیطرف جہاز بردار ہوئیں۔ دوم بنگال انفنٹری اتوار کو ہانگ کانگ پہونچیگی اور فی الفور شنگہائی کو بھیجدی جائیگی۔ (۱۴۔ اگست) شنگہائی کے وائسرائے اور ولی ہنگ چنگ نے امریکہ سے درخواست کی ہے کہ وہ طاقتوں کو یہاں فوج بھیجنے سے باز رکھے۔ جرمن ذرائع سے خبر ملی ہے کہ پٹ سانگ کی لڑائی کے بعد جرمن۔ آسٹرین اور اطالین دستے ٹینٹسن کو واپس آگئے۔ صرف جاپانی انگریزی اور امریکن دستے پیکن کیطرف آگے کو گئے۔ جاپانی ۲۰ ہزار۔ انگریزی فوج دس ہزار اور امریکن ۵ ہزار ہے۔ امریکن جرنیل چافی خبر دیتا ہے کہ پٹ سانگ کے بعد مقام نیگ سون میں لڑائی ہوئی۔ جسمیں انگریزی امریکن اور روسی فوج شامل ہوئی۔ یہ دستے تین میل تک چینیوں کی تار توڑ رائفلی اور توپی آتشباری کے طوفان میں آگے بڑھے اور ہلّہ کرکے چینی مورچوں کو فتح کرلیا۔ زار نے اپنے سفیر کو لکھا ہے کہ اگر فغفور اور چینی گورنمنٹ اوسکی حفاظت کا معقول بندوبست کردیں تو وہ پیکن سے آجائے۔ اسکے ساتھ ہی زار نے گورنمنٹ ڈنمارک کو تنبیہ کی ہے کہ اگر اوسکے سفیر کو کچھ ایذا پہونچی تو سخت انتقام لیا جائیگا۔ جاپان۔ امریکہ و انگلستان نے جرمن مارشل والڈرسی کی سپہ سالاری کو منظور کرلیا ہے۔ مگر انگلستان نے بدیں شرط کہ دیگر دول بھی اسے منظور کرلیں۔ شاہ ایران پیرس سے بلجیم کے شہر اوسٹنڈ میں پہونچ گئے ہیں۔

کوماسی میں کرنیل برڈ نے کمک اور دو ماہ کی رسد پہونچا دی ہے۔ اوسنے کوماسی کے قریب بنوک سنگین حملہ کرکے دو مرتبہ باغیوں کو سخت شکست دی۔ ان معرکوں میں ایک یورپین افسر اور چار سپاہی ہلاک اور تین افسر ۴۵۔ آدمی زخمی ہوئے۔

۱۵۔ اگست۔ محاربہ ٹرانسوال۔ لارڈ رابرٹس کی صحت بہت ہی عمدہ ہے۔ وہ سارا دن سخت کام کرتے ہیں اور عموماً ہر روز لمبے لمبے سفر زین سواری پر طے کرتے ہیں۔ ٹائمز صلاح دیتا ہے کہ پریٹوریا کی سازشیوں کو پھانسی دیکر دوسری بدکاروں کے لئے باعث عبرت بنایا جائے۔ جنرل بُلر نے ضعیف لڑائی کے بعد دریا وال بگوہ تین کے قریب عبور کیا۔ وہ اب آرمیلو کیطرف بڑھ رہا ہے۔

۱۶۔ اگست۔ لارڈ کچنر کا کل ڈی وٹ کی فوج کے عقبے دستے سے مقام لندیقیز مقابلہ ہوا اور

کا حصہ کثیر غالباً انگریزی فوجسے بچکر بویر جنرل ڈیلاری سے جاملا ہے۔ خبر ہے کہ پریسیڈنٹ کروگر مچاپاڈارپ سے بارمین کو ہٹ گیا ہے۔ سپہسالار لیڈن برگ کو کافر اور مچاپا توم کے دیسیوں کی دشمنی کی وجہ سے جانا مناسب نہ سمجھا۔ لارڈ سیسل (فرزند لارڈ سالسبری) زیرسٹ سے چند بویر اسیر لیکر سیفکنگ آئے ہیں۔ زیرسٹ کو انگریزی فوجنے خالی کردیا ہے۔ سیفکنگ سے تمام ایسے لوگوں کو جو قدیم سے وہاں نہیں رہتے روانگی کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے

شاہ اٹلی کے مقتول ہونے سے تمام رعایا کو اوسکے فرزند یعنے نئے بادشاہ سے خاص تعلق اور ہمدردی ہوگئی ہے۔ فرانس کے تین مشہور بندرگاہوں میں جہازوں کے انجنوں میں آگ جلانے والوں نے ایکہ کرکے کام جھوڑ دیا ہے۔ کئی تجارتی جہازوں کے لئے وزارت بحریہ نے سرکاری جہازوں کے آدمی دیئے ہیں۔ صرف مارسلیز میں کئی ہزار مسافر دو دنوں میں جمع ہوگئے ہیں۔ فرانس کے ایک جنگی جہازسے ٹکرا کر ایک فرنچ تار بیڈو جہاز جو حال میں تیار ہوا تھا مع پچاس آدمیوں کے غرق ہوگیا ہے۔ بابعالی نے آٹھ ترکی آہن پوش جہازوں کے لئے ۲۰۰ توپیں اور دیگر سامان انگریزی کارخانہ آرمسٹرانگ کے مقابلہ پر کرپ سے خرید کیا ہے۔

۱۵ اگست۔ محاربہ چین۔ روس نے سائبیریا اور چین کے لئے یورپین علاقہ میں پچاس ہزار فوج جمع کرنیکا حکم دیا ہے۔ پیکن کو جو متفقہ فوج جارہی ہے۔ اوسمیں ۸ سو فرنچ سپاہ بھی ہے۔ شاہ کوریا نے جاپان کو چینی حملہ کے انسداد و مقابلہ کے لئے کوریا میں فوج بھیجنے کی اجازت دیدی ہے مقام نیگسون کی فتح میں انگریزی دستہ کے پچاس آدمی زلزلہ میں اور تمازت آفتاب سے ہلاک ہوئے چینی گورنمنٹ نے فرانس سے شکایت کی ہے کہ ہم عرصہ سے سفراء کو حفاظتی دستہ دیتے رہے ہیں۔ مگر وہ پیکن نہیں چھوڑتے۔ فرانس نے جوابدیا۔ اسلئے کہ شرکیں مخذوش ہیں۔ اگر تمہاری نیت نیک ہے تو متفقہ افواج کی پیشقدمی میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالو۔ شنگہائی کے وائسرائے اور لی ہنگ چنگ کی درخواست کو امریکہ نے نظر انداز کردیا ہے۔ جواب تک دینا پسند نہیں کیا۔ اٹالی فوج کے بھیجنے کا ابھی فرانس نے فیصلہ نہیں کیا۔ چینی اس خبر سے بہت گھبرا رہے ہیں۔ آسٹرین کمانڈر نے ٹاکو سے تار دیا ہے۔ متفقہ افواج تین دن نیگسون میں قیام کریں گی۔ امریکہ نے اپنے مطالبات کی قبولیت سے پہلے لی ہنگ چنگ کے ساتھ مصالحت کے متعلق گفتگو کرنے سے انکار کردیا ہے۔

۵ کو پیکن سے الحالین سفیر نے خبر دی کہ رات کی آتشباری سے تین آدمی قتل و زخمی ہوئے سفیر مذکور نے چینی گورنمنٹ کیطرف سے شاہنشہ کے قتل پر ہمدردی کا پیغام بھیجا ہے۔

۱۶ اگست۔ متفقہ افواج ۱۴ اگست کو بمقام ہوسی دو جو پیکن کے نصف راہ پر ہے پہونچگئیں۔ ایمرکہ نے اپنی جواب میں جو اوپر درج ہے اس شرط پر دیگر دول کو مخاصمت سے باز آجانے کی صلاح دینے پر آمادگی ظاہر کی ہے کہ چینی حکومت متفقہ افواج کو کچھ حصہ کو پیکن جاکر سفراء وغیرہ کو نکال لانے کی اجازت دیدے جاپانی کہتے ہیں کہ روس نے قصبہ نوچنگ پر روسی جھنڈا کھڑا اور روسی نظام رائج کردینے سے تقسیم کی کاروائی شروع کردی ہے۔ اور ایسی صورت میں انگلستان شنگہائی پر فوج اتارنے میں بالکل حق بجانب ہے اور غالباً دوسری طاقتیں بھی ایسا ہی کرینگی۔ شنگہائی میں ایک چینی گودام میگزین اڑگیا ہے بعد میں معلوم ہوا۔ اوسمیں صرف تیس ہزار کارتوس تھے۔

اٹلی میں روما کے قریب کل دو ٹرینوں کے تصادم سے ۱۵ مسافر قتل اور چالیس زخمی ہوئے۔ روس کے دو شاہزادے بھی مسافروں میں تھے۔ وہ بچ رہے۔ شاہ و ملکہ اٹلی نے موقعہ پر پہونچکر بذات خود زخمیوں کی تیمارداری کی۔ لارڈ سالسبری ایکہ کے لئے جرمن کی ریاست سکسنی کے قصبہ شلوشٹ کو گئے ہیں۔ اور کارو بدسلطنت کو ہدایں سے سرانجام دیں گے۔

۱۴ اگست۔ محاربہ چین۔ انگلستان نے شنگہائی کے وائسرائے کو صوبہ کی سپاہ کی تنخواہ دینے کے لئے ۵۰ ہزار پونڈ قرض دینا کیا ہے۔ اس سے گمان ہے کہ عدہ اثر پڑیگا۔ انگریزی فوج کی آمد کی خبر سنکر چینی تاجر شنگہائی کو واپس آرہے ہیں۔ نیگسو پر انگریزی۔ امریکن روسی فرنچ اور کچھ جاپانی دستہ دریا کے بائیں کنارہ کے برابر اور جاپانی جاپانی فرنچ دائیں کنارہ کے برابر بڑھکر حملہ کیا۔ اور اوسے تین گھنٹوں کی لڑائی کے بعد فتح کرلیا۔ روسیوں کے دو افسر اور ۱۱۶ سولہ آدمی ضائع ہوئے۔ جاپانیوں کا کچھ نقصان نہ ہوا۔ مگر پٹ سالنگ میں اونکے تین سو ضائع ہوئے تھے۔ چینی فوج کی تعداد بیس ہزار تھی۔ گرمی سخت پڑرہی ہے۔ ۱۵۔ اگست۔ شنگہائی میں فرنچ فوج جانے والی ہے۔ جاپانی جنگی جہاز بھی وہاں عنقریب پہونچا چاہتے ہیں۔ متفقہ افواج سے پیکن صرف ۲۰ میل کے فاصلہ پر رہگیا ہے۔ دو ہندوستانی رسالوں نے راستہ میں تاتاری سواروں کا مقابلہ کرکے اکثر کو قتل کیا۔ اور اونکے دو جنرل اور کئی جھنڈے پکڑ لئے چینی بالکل حواس باختہ ہوگئے ہیں۔

محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل کیرنگٹن نے ایلانڈ دریا کی چوکی کو چھڑانیکے لئے کئی دفعہ سخت کوشش کی مگر قلت فوج کی وجہ سے بویر کمانڈر ڈیلاری کی صفوں کو نہ توڑ سکا۔ اور خود گھر جانے کے خطرہ سے مشکل بچکر واپس ہٹا۔ اوسکا ایک افسر اور ۱۱ سپاہی ضائع ہوئے۔ جنرل کیرنگٹن زیرسٹ خالی کرنے سے پہلے وہاں کے تمام میگزین جلاگیا۔ رای برگ میں کئی پناہ گزین داخل ہوئے ہیں۔ یہ مقام بویر حملہ کو روکنے کے لئے بخوبی تیار ہے۔ (۱۵ اگست) جنرل کلری کے سامنے بویر کمانڈر بوشوف اور ۱۸۲ سپاہیوں نے ہتھیار ڈالدیئے ہیں۔ لارڈ کچنر اور میتھوان ڈی وٹ کا سرتوڑ تعاقب کررہے ہیں۔ جوکچھ سامان حرب راستہ میں چھوڑ جانے پر مجبور ہوگیا۔ اوسکے کپ سے ساٹھ انگریز اسیر رہاگ آئے ہیں اونکا بیان ہے کہ بویر جرنیل نے پریسیڈنٹ سیٹن کو نظر بند کررکھا ہے۔ اور کہ ۱۲ کو میتھوان نے ڈی وٹ کے دستہ رسد پر خوب گولہ باری کرکے اوسکی ایک توپ چھین لی۔ جنرل سمتھ ڈوریان کی فوج نے ڈی وٹ کو راستہ میں جا گھیرنے کے لئے ۲۲ گھنٹوں میں ۴۳ میل مسافت ڈبل کوچ کرکے طے کی۔ بعد کی خبر ہے کہ ایلانڈ دریا کی چوکی ابھی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ بویر اوسے گرفتار نہیں کرسکے البتہ اوسکے ۶۷ آدمی ضائع ہوچکے ہیں۔ چوکی کا افسر کرنیل ہوسے ہے۔ جنوبی افریقہ میں موجودہ ہماری سوار ابتک کل سب سے ہمارے ۳۹ ہزار آدمی ضائع ہوئے ہیں۔ جنرل کیرنگٹن کو پہنز زیرسٹ پر قبضہ کرلینے کا حکم ہوا ہے۔ اور جنرل ہملٹن کو کرنیل ہور کی مدد کرنیکا۔

طہران میں سر مارٹی مرڈ یورنڈ کی جگہہ سر آرتھر ہارڈنگ کنسٹر مشرقی افریقہ انگریزی سفیر مقرر ہوئے ہیں۔ (سر ہارڈنگ ۱۸۸۶ء میں صیغہ خارجیہ میں کلرک نوکر ہوئے۔ پھر جلدی جلدی ترقی کرکے روس قسطنطنیہ۔ قاہرہ۔ نجارسٹ میں سکرٹری اور قونصل رہے۔ ۱۸۹۴ء سے زنجبار کے قونصل اور مشرقی افریقہ کے کمشنر ہوئے۔ عربی۔ ترکی۔ روسی خوب جانتے ہیں۔ عمر ۴۱ برس کی ہے۔ وکیل)

محاربہ چین ۱۵ اگست۔ انگریزی فوج اگرچہ شنگہائی پہونچگئی ہے۔ مگر چینی والیسرائے کی مخالفت کی وجہ سے جسے روسی اور فرنچ قونصلوں نے بھڑکا دیا ہے۔ ابتک خشکی پر نہیں اتری۔ امیرالبحر سیمور اپنی گورنمنٹ کے حکم کے منتظر ہیں۔ دو روسی اور ایک فرنچ جنگی جہاز شنگہائی پہونچ گیا ہے۔ پٹ سالنگ میں انگریزی دستہ کو ۲۰۰ اور نیگسون میں پچاس ضائع ہوئے۔ جنرل گیسلی جاپانی اور ہندوستانی فوج کی شجاعت کے بڑے مداح ہیں۔ متفقہ افواج نے مسلمان سپہسالار تنگ لوہ کی فوج کو شکست دیکر مقام ہوسی دوپر قبضہ کرلیا ہے۔ جہانسے پیکن صرف بیس میل ہے۔ پرنس تواں ان لوگوں کو جو سفیروں کو رسد پہونچانے ہیں قتل کررہا ہے۔ گرمی سے سپاہ سخت کوفتہ و ماندہ ہورہی ہے۔ چینی پیکن کے راستہ میں کل مورچے خالی کرگئے ہیں۔ شنگہائی سے جو مویشی انگریزی فوج کے لئے چیفو بھیجے جارہے ہیں۔ اونمیں وبا پھوٹ پڑی ہے۔ بنابریں مزید مویشی کی روانگی روک دیگئی ہے۔ روسی گورنمنٹ نے پھر اعلان شائع کیا ہے کہ وہ چینی گورنمنٹ سے دوستانہ تعلق قائم کرنے کی بڑی خواہشمند ہے۔ افواہ ہے کہ متفقہ افواج ۱۳ کو پیکن پہونچگئی اور ۱۴۔ اگست کو سفراء کو کمک جا پہونچائی۔ شنگہائی میں اجنبی قونصلیئے کانفرنس کرکے انگریزی فوجکے اترنیکی مخالفت کی ہے۔ اور کہا کہ اس صورت میں دوسری طاقتیں بھی فوج بھیجینگی۔ انگری قونصل نے خفا ہوکر کہا کہ یہ بے اعتباری ہے تو ہم کل انگریزی فوج یہانسے ہٹا لینگے۔ انگلستان نے جھگڑا بڑھ جانے کے خوف سے مزید فوج کو شنگہائی میں اتارنیکی ممانعت کردی ہے۔ پیکن کے راستہ میں متفقہ

روزبازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کی اہتمام سے چھپا